

# علیگڑہ منتقلی

جلد | جنوری ۱۹۰۶ء | نمبر

## الحجاب فی القرآن

(سورہ نور، تفسیر آیت "غض بصر" مع حواشی از تفسیر کبیر)

تمہید

ہم ناظرین علیگڑہ منتقلی سے اس امر کی معافی چاہتے ہیں کہ آج ہم ان کی خدمت میں ایک ایسا مضمون پیش کرتے ہیں جو سراپا ملایانہ رنگ میں ڈوبا ہوا ہے، اور جس میں سر سے پیر تک تقلید ہی تقلید کی جھلک نظر آتی ہے، اور بجز روایت کشتی و نقل رانی متقدمین کے اور کچھ نظر نہیں آتا لیکن ہم یہ ڈھنگ اختیار کرنے پر مجبور کیے جاتے ہیں، اور ہمارے مدعیان مقتدا اہل سنت اسی قسم کے مضمون پیش کر کے ہمارا معیار داغی گھٹاتے ہیں اور ہم کو اجتہاد و تنقید کے میدان سے ہٹا کر تقلید و انسان پرستی کی گھاٹیوں میں ڈھکیٹتے ہیں کیونکہ جب ہم نے ۱۹۰۳ء میں "علیگڑہ منتقلی" میں "مسلمانوں میں پردہ" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا، اور پھر قرآن سے یہ دکھلایا کہ جن آیتوں کے الفاظ سے "حجاب" پر ہند لال کیا جاتا ہے، ان کے

”لعوی“ اور تاریخی مفہوم میں جنہوں سے منہ کا چھپانا داخل نہیں ہے، اور اس قسم کی سب آیتوں کے طائفے سے، باصول تفسیر القرآن بالقرآن، ”حجاب“ کے معنی لباس سائر کے قرار پاتے ہیں، اور اباحت کشف وجہ میں اجانب غیر اجانب دونوں مساوی ہیں، اور آیات شعر حجاب کے علاوہ قرآن کی اور آیتوں سے ہی کشف وجہ نساء مسلمین کا تعاقب اور جواز ثابت ہوتا ہے، تو اس مضمون کی اشاعت ایک عرصہ کے بعد ”الندوة“ میں جس کا مقصد قوم میں دوبارہ ”اجتہادی قوت“ کا پیدا کرنا ہے، پردے کی حمایت میں ایک بہت پرانا، اور اپنے مقصد اولیٰ کے خلاف ایک مقلدانہ مضمون شائع ہوا جس میں صرف ایک تفسیروں سے منہ چھپانے پر استدلال کیا گیا ہے، اور بلا وساطت غیرے قرآن کی تہ تک پہنچنے کی کوشش سے انماض کیا گیا ہے۔

یہ مضمون اب سے پندرہ برس پہلے یا اس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ ہوا ”پردہ کی تاریخ“ کے عنوان سے شائع ہوا تھا، جس میں صرف چند عربی اشعار سے پردے کے وجود پر استدلال کیا گیا تھا۔ اور اس کے مذہبی پہلو سے بحث نہیں کی گئی تھی۔ جس نے اس مضمون کی نقل اسی زمانہ میں اخبار ”سر مور گرٹ“ ناہن میں شری تھی۔ اور چند سال ہوئے کہ یہ مضمون حیدرآباد دکن کے رسالہ ”معلم نسواں“ میں بھی نقل کیا گیا تھا۔ اب یہ حال میں جب یہ مضمون دوبارہ علامہ مضمون نگار کے نام سے ”الندوة“ میں شائع ہوا۔ تو اس کے اول و آخر میں کچھ سہتم و ایذا کی گئی۔ شہرہ میں سے اس کے وہ فقرے نکال دیے گئے جن میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ مسلمان پردے کے موجد ہیں اور انہیں کو اس کا فخر حاصل ہے۔ اور آخر میں پہلے اڈیشن کے مقابلے میں ایذا کی گئی کہ وہ ایک تفسیروں کی عبارتیں توڑ موڑ کر نقل کی گئیں۔ اور ضمناً علامہ امیر علی کے مبلغ علمی و تاریخی پر بھی حملہ کیا گیا۔ اور اس تردید میں علامہ امیر علی کا وہ اقتباس نقل کیا گیا، جو ہے ”مسلمانوں میں پردہ“ کے عنوان والے مضمون میں نقل کیا تھا۔



جب پرانی کڑی میں ابال ہی آیا اور پندرہ برس پہلے کا مضمون شائع کیا گیا تو چاہیے  
یہ تھا کہ اس مدت میں زمانے نے ”عالم نسواں“ پر جو کچھ روشنی ڈالی تھی۔ اُنکے متعلق جو  
لٹریچر پیدا کیا تھا، اور اُسکے مختلف پہلوؤں پر جو کچھ تحقیقات کی تھی، اور جو غلط فہمیاں قدیم  
سے پھیلی ہوئی تھیں اُنکے دور کرنے میں جو کچھ کوشش کی تھی اور مذہب اسلام نے عورت  
کو جو کچھ پوزیشن دیا تھا اُس سے جمالت و تعصبات کے پردے اٹھانے میں جو پیشقدمی  
کی تھی، اُن سب اُس مضمون کی دوسری اشاعت میں فائدہ اٹھایا جاتا، اور بجائے مفسرین  
کی رائیں نقل کر دینے کے، حسب اقتضار و مناسبت شانِ علامیت، قرآن کے مغز تک  
پہنچنے کی کوشش کی جاتی اور لوگوں کو اس جادے پر چلنے کا ہادی بنایا جاتا، اور اُسکے الفاظ  
صراحت کے ساتھ پردے کی صورت و نوعیت اور وضع و قطع بتلائی جاتی، لیکن کیا گیا تو یہ  
کیا گیا کہ جو دماغ قوم کو سطح اجتہادی پر لانا چاہتا ہی، خود اُسے لوگوں کی رائے کو مشعل  
راہ ہدایت بنایا، اور اُن بہت سی نفرتوں کے محو کرنے میں، جو عوام انسان پرست اور  
قدامت پسند گروہ میں ”نדרہ“ اور ”الندردہ“ کی مذہبی حرکت پیشقدمی پر پھیلی ہوئی ہیں  
پردے کی حمایت کے مسئلے کو رٹ کی جگہ استعمال کیا گیا، اور اس مسئلے میں عوام جہلا کی ہم  
زبانی سے کفارہ معصیت کا کام لیا گیا، اور قوم کے نصف حصے کی خداداد پوزیشن کو  
دنیا سے نیست کر دیا گیا، پھر اُن دماغوں کی رفتار ہی جو احیاء علوم قدیمہ اور تطبیق فلسفہ  
قدیمہ جدیدہ کے پیرو ہیں، اور خود عوام پرستی کے گروہ ہیں ڈوبے ہوئے ہیں۔  
ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہم کو بھی اس مضمون میں جو آج پیش کیا جاتا ہے، وہی ہنگ  
خستیار کرنا پڑا، اور بجائے اجتہادی طریقہ استدلال کے متقدمین علما اور مفسرین کی  
رائیں مسئلہ ”حجاب“ کے متعلق ایک جگہ جمع کر کے عام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا  
پڑیں، اور یہ دکھانا پڑا کہ اگر کوئی ایک آدھ مفسر یا عالم عورتوں کے منہ چھپانے کا قائل ہے  
تو دوسری طرف مستند علما اور مفسرین کا ایک جم غفیر ہے، اور انہیں میں فخر الاسلام

امام رازی بھی ہیں، ان سب کی رایوں کے دیکھنے سے بالاتفاق یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اجانب کے عورتوں کا منہ چھپانا نہ قرآن کے لفظوں سے مستنبط ہوتا ہے۔ نہ جناب رسالتؐ آپ کے زمانے میں کسی نے یہ سمجھا، نہ قرون اولیٰ کے تعامل سے یہ ثابت ہوتا اور نہ مفسروں نے قرآن کے الفاظ سے یہ مفہوم نکالا ہے۔ ہے ان تمام پہلوؤں کو اپنے مضمون ”مسلمانوں میں پردہ“ میں نہایت وضاحت سے دکھلایا ہے، جو مسئلہ ”میں“ علیحدہ فہمٹی“ میں شائع ہو چکا ہے۔

جو مضمون آج شائع کیا جاتا ہے، وہ علاوہ طویل ہونے کے، قدیم طرز استدلال کا ایک نمونہ ہے، کیونکہ یہ مضمون امام رازی کا ہے، جو ان کی تفسیر کبیر سے لفظ بلفظ اور مسلسل ترجمہ کیا گیا ہے، اور ہم نے جہاں کچھ لکنا ضروری سمجھا ہے، اُسکو بطور حاشیہ کے لکھا ہے، اور متن تفسیر میں بالکل دخل نہیں دیا ہے۔

یہ مضمون صرف سورہ نور کی تیسویں اور اکیسویں آیت ”غض بصر“ کی تفسیر ہے، جس میں صرف ”غض بصر اور استعمال خمار بر حیوہ“ کی ہدایت کی گئی ہے، امام رازی نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں اور بہت سے فقہی مسائل ہی بیان کر دیئے ہیں جن میں سے بعض کو ”نفس سئلہ“ حجاب سے کچھ تعلق نہیں ہے، لیکن ہم نے ان سب کو بجنسہ آورد میں لکھ دیا ہے، تاکہ حذف اور قطع و برید کا خدشہ نہ کیا جاسکے، اگرچہ ان کے پڑ بننے سے بہت سی طبائع منقبض ہو گئی۔

آخر میں بطور ضمیمہ کے اور مشہور مفسروں کی رائیں بھی ”الامانظر منہما“ کے متعلق نقل کر دی گئی ہیں، تاکہ اس سبک پر اکثر مستند رائیں اس مسئلے کے طلباء کو ایک جگہ سکیں یہ سب رائیں قطعی حقیقی ہیں، بلکہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اور دوسری تفسیروں میں ہی اس آیت کے تحت میں انہیں کے ہم معنی مضامین ملینگے۔

ہمارا ارادہ ہے کہ قرآن میں صفت و آیات حجاب“ میں ان کی تفسیر قدیم مستند مفسروں



کی زبان سے کرائی جائے، اور پھر اُن پر محاکمہ کیا جائے تاکہ جو لوگ مذہبی اور منقولی پہلو سے اس مسئلہ کی اسٹڈی کرنا چاہیں، انکو اس سے پوری مدد مل سکے، کیونکہ ابھی تک اُن لوگوں کا ایک گروہ کثیر موجود ہے، جو تمام مسائل معاشرت کو بجائے محکم اقتضات زمانہ کے مذہبی معیار پر پرکھنا چاہتے ہیں، اور صحیح مذہبی معلومات نہ ملنے کی وجہ سے تمام موشیل اصطلاحات میں سدراہ ہوتے ہیں۔

کے

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ، ذَلِكَ أَزْكَى  
لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْعُقُونَ. وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِ  
هِنَّ، وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ، وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا،  
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ، وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ، أَوْ  
أَبَائِهِنَّ، أَوْ آبَاءَ بُعُولَتِهِنَّ، أَوْ أَبْنَاءَهُنَّ، أَوْ أَبْنَاءَ بُعُولَتِهِنَّ، أَوْ إِخْوَانَهُنَّ  
أَوْ إِخْوَانَهُنَّ، أَوْ بَنِي إِخْوَانَهُنَّ، أَوْ نِسَاءَهُنَّ، أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ  
أَوِ السَّائِعِينَ غَيْرَ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ، أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا  
عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ، وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ  
وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ -

(سورہ نور ۴۴، آیت ۳۰ و ۳۱)

ترجمہ: اے پیغمبر، مسلمانوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اس میں اُنکے لیے زیادہ صفائی (قلب ہے)۔ (لوگ) جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں اللہ کو (سب) خبر ہے۔

اور (اے پیغمبر) مسلمان عورتوں سے کہو کہ (وہ بھی) اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرکات

کی حفاظت کریں، اور اپنے (مواقع) زینت (مطلقہ یعنی ظاہری اور پوشیدہ) کو ظاہر ہونے دیں،  
 مگر جو کچھ اُس میں سے (عادۃً) کھلا رہتا ہو (یعنی منہ اور ہاتھ) اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے (کے  
 انچل) ڈالے رہیں، اور اپنی زینت (خفیہ) کو (جو انچل سے چھپائی جاتی ہے) ظاہر ہونے دیں، مگر اپنے  
 شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے خاوند کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر  
 یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی (جیسی تمام) عورتوں پر یا اپنے ہاتھ  
 کے مال (یعنی لونڈی غلاموں) پر یا متوسلین مردوں پر کہ جو بلا زینت (خواہش شہوت) ساتھ  
 رہتے، ہیں، یا لڑکوں پر کہ جو عورتوں کی شرمگاہ (کے انفال) سے (ابھی تک) آگاہ نہیں۔  
 اور عورتیں (چلنے میں ایسے) دھماکے سے اپنے پیر (زمین پر) نہ رکھیں کہ لوگوں کو اُن کی اندرونی زینت  
 (یعنی زیور) کی خبر ہو۔ اور مسلمانوں! تم سب اللہ کی جناب میں (جاہلیت کی رسموں سے) توبہ کرو،  
 تاکہ تم فلاح پاؤ (سورہ نور ۲۴ آیت ۳۰ و ۳۱)

تفسیر۔ امام رازی اس آیت کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں کہ

جاننا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ نے جس طرح مردوں کو "غض بصر" اور حفظ "فروج" کا حکم دیا ہے  
 اسی طرح عورتوں کو بھی حکم دیا ہے، لیکن اُن کو اتنا حکم اور دیا ہے کہ وہ اپنی زینتیں سب پر ظاہر نہ کیا کریں،  
 مگر خاص خاص مردوں پر۔

توہ تعالیٰ "یغضوا من ابصارہم" اس جگہ چند مسائل ہیں۔

پہلے اُس آیت کی تفسیر میں تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ "المرادنا من جمیع النساء و تہامہ المذہب" یعنی نا من  
 سے تمام جنس نساء مراد ہے، اور یہی مذہب ٹھیک ہے۔ اور جو عورتوں سے مسلمان عورتیں مراد لیتے ہیں وہ احتجاجاً غلط  
 پر مبنی ہے۔ اختر

سہ مولوی ذریعہ صاحب نے لفظ "تابعین" کا ترجمہ "ذمتیوں" کیا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے "طفیلیاں"  
 کیا ہے۔ مگر جسے لفظ "متوسلین" اختیار کیا ہے جو اپنی اصلی وصفت پر دلالت کرتا ہے۔ اور دونوں معنیوں پر  
 حاوی ہے۔ ختم۔

سہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لفظ "عورات کا ترجمہ" شرمگاہ" کیا ہے۔ ختم۔



(۱) مسئلہ اول۔ (امام صاحب نے مسئلہ اول میں لفظ "من" کی نسبت صرف نحوی بحث کی ہے۔

(۲) مسئلہ ثانی۔ چھپانے کی چیزوں میں چار قسم کی نسبتیں ہیں، یعنی،

(۱) مرد کا ستر مرد سے،

(۲) عورت کا ستر عورت سے،

(۳) عورت کا ستر مرد سے، اور

(۴) مرد کا ستر عورت سے،

### (۱) مرد کا ستر مرد سے

مرد کو مرد کا تمام بدن دیکھنا جائز ہے، مگر مقام ستر۔ (مرد کا مقام ستر) ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے۔ لیکن خود ناف اور گھٹنے داخل ستر نہیں۔ مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک گھٹنے داخل ستر ہے، اور امام مالک کے نزدیک ران بھی ستر میں شامل نہیں۔ مگر دلائل اس بات کے موجود ہیں کہ ران ہی مقام ستر ہے۔ چنانچہ حدیث سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب مسجد میں اُن کے پاس تشریف لائے اور اُن کی (یعنی خدیفہ) کی ران کھلی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا "اپنی ران ڈھک لو، اس لیے کہ یہ مقام ستر ہے" اور نیز آپ نے حضرت علی سے فرمایا کہ "اپنی ران کھولو، اور نہ کسی زندہ اور مردہ کی کھلی ہوئی ران کو دیکھو۔"

اگر مرد مرد کا چہرہ یا تمام بدن کے دیکھنے میں شہوت کے برائے گتہ ہونے کا خوف کرے، مثلاً اُرد کو دیکھ کر تو اُس کو بھی اُس کا دیکھنا درست نہیں۔ مرد کو مرد کے ساتھ ایک بستر میں لیٹنا بھی جائز نہیں۔ اگرچہ دونوں بستر کے ایک ایک جانب لیٹے ہوئے ہوں۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ "مرد مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں شب بامشی کرے، اور نہ عورت عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں شب بامشی کرے" (مواقع بیجان طبع میں) معافقہ اور منہ پر بوسہ دینا بھی مکروہ ہے، مگر یہ کہ اپنے بچہ کا پیار سے منہ چومے، یا اُس کو گلے

لگائے۔ لیکن مصافحہ مستحب ہے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالت مآب سے دریافت کیا کہ ”جب ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا وہ (تواضعاً) اُسکے لیے جھک جایا کرے؟“ آپ نے فرمایا ”نہیں“ پھر اُس نے پوچھا ”کیا گھے لگا کر اُسکو بوسہ دیا کرے؟“ آپ نے فرمایا ”نہیں“ پھر اُس نے دریافت کیا کہ کیا ہاتھ میں ہاتھ لیکر اُس سے مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا ”کہ ہاں“

## (۲) عورت کا ستر عورت سے

عورت سے عورت کے ستر کا حکم بھی ایسا ہی ہے جیسا مرد سے مرد کا ستر۔ عورت کو عورت کا تمام بدن دیکھنا جائز ہے، مگر ناف اور گھٹنے کے درمیان کا جسم دیکھنا، اور مضاجعت جائز نہیں ہے۔ کیا عورت ذمیتہ مسلمان عورت کا بدن دیکھ سکتی ہے؟ بعض نے کہا ہے کہ مسلمان عورت کی طرح ایک ذمیتہ بھی مسلمان عورت کا جسم دیکھ سکتی ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ بر حیثیت مذہب اجنبی عورت ہے۔ کیونکہ خدا نے (اسی آیت میں جہاں عورت کو عورت پر

ملے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ہدایم طبع انسانوں کا تو انسانوں کی سوسائٹی تک میں آنا بھی کفر ہے، اس لیے کہ انسانیت کو اُن سے صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ چہ جائیکہ وہ لوگ جو انسانی ملاقات سے حیوانی ملاقات کے خواہشمند ہو جائیں، اُسے تو ہاتھ ملا کر بھی جائز ہونا چاہیے۔ اختر

۱۰ عجیب تماشہ کی بات ہے کہ عورت ذمیتہ کو جو روہنا جائز، ماں بہن کے ساتھ گھر میں لاکر رکھنا جائز، مگر بدن کا دیکھنا جائز، اس بودے مسئلہ سے منافرت اخلاقی پیدا ہو کر تدبیر منزل میں جوش کلمات پیدا ہوں گی، اُن کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اگر یہ باتیں ہوتیں تو سلام ایک ذمیتہ عورت کو خاندان کا رکن بنانے کی کہی اجازت نہ دیتا۔ اور اگر بدن سے مواقع ستر مراد ہیں، تو اُن کا چھپانا ایک مسلمان عورت سے ہی اُسی طرح فرض ہے کہ جیسا غیر مسلم عورت سے۔

اختر



کشف بدن کی اجازت دی ہے، وہاں، نشانہ زنمایا ہے، یعنی "اپنی عورتیں" اور عورت (میدہ زوجہ) اختلاط مذہب ہم میں شمار نہیں ہو سکتی۔

### (۲) عورت کا ستر مرد سے

(یعنی مرد کن صورتوں میں عورتوں کے کس حصہ جسم کو دیکھ سکتا ہے)

(۱) عورت یا ٹوئو جی ہوگی۔

(۲) یا محرم۔

(۳) یا مستمتعہ (یعنی جیسر حق تصرف حاصل ہو)

(۱) اجنبی عورت کے احکام | اجنبی عورت یا تو آزاد ہوگی، یا باندی۔ اگر آزاد ہے تو اس کا تمام جسم داخل ستر ہے

اور مرد کو اس کا منہ اور ہاتھ دیکھنے کے سوائے دوسرے حصہ جسم کا (بدون ساتر لباس کے) دیکھنا

نا جائز ہے، اس لیے کہ عورت بیع و شری، اور یمن دین کے واسطے اپنا منہ اور ہاتھ کھولنے کی محنت ہے

ہاتھ سے ہماری مراد، پہنچے تک، کف دست اور پشت دست ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ پشت دست

بھی ستر میں داخل ہے، جانا چاہیے کہ ہمارے ان دونوں قولوں میں کہ (۱) حرمہ جس کے بدن کا کوئی

حصہ (علاوہ منہ اور ہاتھ کے) دیکھنا جائز نہیں ہے۔ (۲) مگر اس کا منہ اور ہاتھ دیکھنا جائز ہے، چند

مستثنیات بھی ہیں۔

الکلام الاول - عورت کا منہ اور ہاتھ دیکھنا جائز ہے، اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) اول یہ کہ اس دیکھنے میں کوئی غرض ہو اور نہ فتنہ۔

لہ آگے چل کر خود امام صاحب لفظ "نشانہ" کی تفسیر میں "عام عورتیں" مراد لیتے ہیں، اور اسی کو صحیح مذہب قرار

دیتے ہیں۔ خیر کوئی معنی ہوں، مگر ان دونوں صورتوں میں امام صاحب نے "حجاب" کے مسائل میں

بلکہ ستر کے مسائل بیان کیے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے عورت ذمیہ سے مسلمان عورت کے اس حصہ جسم

کو چھپانے کی بھی رائے دی ہے جبکہ وہ "مستثنیات فی القرآن" میں ظاہر کر سکتی ہے۔

پر وہ کے مسائل تفسیری اور چوتھی صورت سے شروع ہوتے ہیں، جس میں عورت مرد کے باہم

دیکھنے کا ذکر ہے۔ ختم۔

(۲۶) یہ کہ غرض تو ہو مگر فتنہ نہ ہو، اور

(۲۷) قیسرے یہ کہ غرض اور فتنہ دونوں ہوں۔

(۱) پہلی صورت، یعنی جہاں نہ غرض ہو اور نہ فتنہ۔ اس صورت میں جنسبی عورت کے چہرے کی طرف قصد ابلا کسی غرض کے دیکھنا جائز نہیں، اور اگر دفعتاً نظر پڑ بھی جائے، تو اس الہامی فرمان کے مطابق آنکھیں نیچی کر لینا چاہئیں کہ ”قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم“ بعض نے کہا ہے کہ اگر محل خوف نہ ہو تو ایک مرتبہ دیکھ لینا جائز ہے، امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے مگر دوبارہ نظر ڈالنا جائز نہیں، اس لیے کہ خدا فرماتا ہے ”ان السمع والبصر الفؤاد کل اولئک عنہ مسئولا“ یعنی ”کان، آنکھ اور دل ان سب کے باز پرس ہوگی“ اور نیز جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے کہ ”اے علی! نظر کے بعد نظر مت ڈال، اس لیے کہ پہلی نظر تو تیری ہے، مگر دوسری نظر تیری نہیں“ (یعنی دوسری نظر شیطانی ہے)، جابر سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب سے نظر فجارۃ کا حکم دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ”میں اپنی نظر پھیر لیا کرو“ چونکہ غالباً نظر اولیٰ سے بچنا ناممکن ہے، اس لیے اختیاری اور غیر خستیاری دونوں نظریں معاف کی گئیں۔

(۲) دوسری صورت، یعنی جس جگہ غرض ہو اور فتنہ نہ ہو، اُسکی بھی چند صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ اگر کوئی مرد کسی عورت سے کلمہ کرنا چاہتا ہے، تو وہ مرد اُس عورت کا منہ اور ہاتھ دیکھنے کا مجاز ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے انصار کی عورتوں میں سے ایک عورت کے ساتھ شادی کرنا چاہی، جناب رسالت مآب نے اُس شخص کو حکم دیا کہ ”اُس عورت کو دیکھ لے، اس لیے کہ انصار کی آنکھوں میں کوئی بات ہوا کرتی ہے“ اور نیز آپ نے فرمایا کہ ”جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے منگنی کرے، تو اُس مرد کو اُس عورت کو دیکھ لینے میں کوئی قباحت یا عیب نہیں“ اس لیے کہ وہ صرف منگنی کے لیے اُسکو دیکھتا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے منگنی کی، جناب رسالت مآب نے مجھ سے دریافت کیا کہ ”کیا تو نے اُسکو دیکھ لیا ہے؟“ میں نے غرض کیا کہ ”نہیں“ آپ نے فرمایا کہ ”دیکھ لے،



کیونکہ یہ بات تم دونوں میں اُلفت قائم رہنے کیلئے نہایت ضروری ہے۔

پس یہ تمام دلیلیں ہیں اس بات پر کہ جنبی عورت کا منہ اور ہاتھ، بنظر شہوت، کناح کی نیت سے دیکھنا جائز ہے، اور خدا کا قول بھی اس بات پر دال ہے، (جہاں اُسے جناب رسالت مآب کو مخاطب کر کے فرمایا ہے) ”لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِهَا وَلَئِنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ وَلُوا عَجِبْتَ كَسَنَّهُنَّ“ یعنی ”اے پیغمبر! اسوقت کے (بعد سے دوسری) عورتیں تم کو جائز نہیں، اور نہ یہ (جائز ہے) کہ اُن کو بدل کر دوسری بی بیاں کر لو، گو اُن کا حسن (صوت، تم کو دکھائے، اچھا (کیوں نہ) لگے“ اور ظاہر ہے کہ عورتوں کا حسن، رسول اللہ کو، اُنکے منہ دیکھنے کے بعد ہی تعجب میں ڈال سکتا تھا۔

دوسرے یہ کہ مرد کو باندی کے خریدنے کے وقت، سوئے ستر کے، اُس کا تمام بدن دیکھنا جائز ہے۔

تیسرے یہ کہ بیع و شری کے وقت مرد آزاد عورت کے چہرے کو بنظر غور و تامل دیکھ سکتا ہے تاکہ وقت ضرورت اُس کو پہچان سکے۔

چوتھے یہ کہ مرد شہادت کے وقت مرد عورت کا صرف چہرہ دیکھ سکتا ہے، اسلئے کہ شناخت چہرے ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

(۳) تیسری صورت، یعنی مرد شہوت کی نظر سے عورت کی طرف دیکھے۔ یہ ممنوع ہے۔ جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے کہ ”اُنکس بھی زنا کرتی ہیں“ جابر سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب سے نظر فجاءۃ کی نسبت دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ ”میں اپنی نظر پھیر لیا کروں اور بیان کیا جاتا ہے کہ توراۃ میں یہ لکھا ہے کہ ”نظروں میں شہوت بیج بوقی ہے، اور اکثر شہوتوں سے بڑا بھاری صدمہ پہنچتا ہے“

الکلام الثانی۔ جنبی مرد کو اپنی عورت کا بدن (منہ اور ہاتھ کے علاوہ) دیکھنا جائز نہیں مگر چند صورتوں میں۔

(۱۱) پہلی صورت، طیب اس معاہدے کی غرض سے اجنبی عورت کا بدن دیکھ سکتا ہے جیسے ختنہ کرنے والوں کو ختنوں کی شرمگاہ کا دیکھنا جائز ہے۔

(۱۲) دوسری صورت، تحمل شہادت زنا کے لیے، زنا کرنے والوں کی شرمگاہوں کا نظر بالقصد سے دیکھنا جائز ہے۔ در اسی طرح شہادت ولادت اور شہادت رضاعت کے لیے عورت کی شرمگاہ اور پستان کا دیکھنا جائز ہے۔

ابو سعید صطحی کا قول ہے کہ مرد کو ان مواضع کا دیکھنا جائز نہیں، اس لیے کہ زنا کے صدر پوشیدہ ہوتے ہیں، اور ولادت و رضاعت میں عورت کی شہادت قبول کی جا سکتی ہے، لہذا مرد کا شہادت کی غرض سے دیکھنا کچھ ضرور نہیں۔

(۱۳) تیسری صورت، اگر کوئی عورت پانی یا آگ میں گر پڑے، تو اس کے بچانے کے لیے اس کا بدن دیکھنا جائز ہے۔

اگر اجنبی عورت باندی ہے، تو بعض کے نزدیک اس کا ستر ناف اور گھٹنے کے درمیان ستر، پہنچے، پند لیاں، گلا اور سینہ ستر سے خارج ہو گیا۔ علیٰ ہذا، آمنہ کی پشت و شکم اور پہنچوں سے اوپر کے حصہ بدن کے ستر ہونے میں بھی علماء کا اختلاف ہے، مرد کو کسی حال میں باندی کا بدن چھونا جائز نہیں ہے، اور نہ باندی کو مرد کا، یہاں تک کہ حجامت و کتال وغیرہ کی غرض سے بھی لمس جائز نہیں، اس لیے کہ لمس (بیجان شہوت میں) نظر سے بہت زیادہ قوی دلیل ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انزال پس روزہ کو توڑ دیتا ہے، اور انزال بالضرر نہیں توڑتا، لیکن امام ابو حنیفہ کا تو یہ قول ہے کہ آمنہ کا وہ تمام حصہ بدن چھونا بھی جائز ہے، جب کا دیکھنا جائز ہے۔

۱۔ یہ ملحوظ ہے کہ عرب میں عورتوں کی ختنہ کا بھی دستور تھا۔

۲۔ ام صاحب شاید چھونے کا ذکر قبول گئے، اس لیے کہ کسی شخص کو پانی یا آگ سے بچانا بدن ہاتھ کی مدد کے کیے ہو سکتا ہے، لہذا اگر متین سے یہ کام لیا جاسکے تو صرف دیکھنے سے کام چل سکتا ہے۔ آخر۔



(۲) محرم عورت کے احکام | اگر عورت از روئی نسب، یا رضاعت، یا مصاہرت محرمات میں سے ہو تو اسکا ستر، اپنے محرم سے، مرد کے ستر کی طرح، ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اسکا ستر بدن کا صرف اس قدر حصہ ہے، جو کام کاج میں نہ محل جایا کرتا ہو، یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ اور باقی تمام تفصیل آیات ہذا کی تفسیر میں آگے آتی ہے۔

(۳) مستمتعہ کے احکام | اگر عورت مستمتعہ ہے، جیسے بیوی، اوڑھ باندی جس سے دلی جائز ہے تو مرد اسکا تمام بدن، حتیٰ کہ شرنگاہ بھی دیکھ سکتا ہے۔ لیکن اس کی شرنگاہ کا دیکھنا بھی ویسا ہی مکروہ ہے جیسا مرد کو خود اپنی شرنگاہ کا (بلا ضرورت) دیکھنا مکروہ ہے، اس کی وجہ روایت کی گئی ہے کہ شرنگاہوں کے دیکھنے سے بیانی کو نقصان پہنچتا ہے۔ بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ عورت مستمتعہ کی شرنگاہ کا دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

اس مسئلہ میں قنیزہ (خالص لونڈی جس میں سوائے ستر قاق کے کوئی اور حیثیت نہ پیدا ہو گئی ہو) اور مدبرہ (جس کی آزادی مالک کے مرنے کے بعد مشروط کر دی گئی ہو) سب یکساں ہیں لیکن اگر باندی جو تسیہ، یا مرتد یا بت پرست، یا مشرک، یا شہر والی، یا مکاتبہ (جو باندی اپنے مالک سے ایک رقم معیت لے کر دینے کے بعد اپنی آزادی کا معاہدہ کرے) ہے، تو وہ اجنبی عورت کے مانند ہے۔ عمر بن شعبہ سے روایت ہے، جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تم میں سے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام یا نوکر سے کرے، تو (نکاح کے بعد باندی کے) ناعانہ اور گھٹنے کے درمیان کے جسم کو نہ دیکھے۔

### (۴) مرد کا ستر عورت سے

(یعنی عورت کن صورتوں میں مرد کے کس حصہ جسم کو دیکھ سکتی ہے)

(۱) جنبی کے احکام | مرد اگر اجنبی ہے، تو اسکا ستر عورت سے ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مرد کا تمام بدن، منہ اور ہاتھ کے علاوہ، (عورت کے حق میں) ستر ہے، جیسے عورت (کا تمام بدن منہ اور ہاتھ کے علاوہ) مرد کے حق میں ستر ہے، پہلا قول

زیادہ صحیح ہے۔

دیسند گزشتہ صوت "عورت کا ستر مرد سے" کے برعکس ہے، ایسی ہے کہ عورت کا بدن فی ذاتہ (علاوہ منہ، درہا تھکے، ستر ہی، اس کی وجہ سے کہ اگر عورت کا بدن کھلا ہوا ہو، تو اس کی ناز و درست نہیں ہوتی، اور مرد کے بدن کا حکم اسکے برخلاف ہے۔ خوف فتنہ کے وقت عورت کو قصداً اور مکر مرد کے چہرے پر نظر ڈالنا جائز نہیں، اس واسطے کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ میں اور تیمونہ جناب رسالت مآب کے پاس تھیں کہ ابن ام کلثوم آئے، اور ہماری پاس تک چلے آئے، آپ نے فرمایا کہ "تم اُس سے چھپ کیوں نہیں جاتیں؟" میں نے کہا کہ "یا رسول اللہ! کیا وہ اندام نہیں جو ہم کو دیکھتا ہو؟" آپ نے فرمایا کہ "تم تو اندھی نہیں ہو کہ اُس کو نہ کہتی ہو؟"

(۲) محرم مرد کے احکام | اگر مرد عورت کا محرم ہے، تو اُس مرد کا ستر عورت سے ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ جسم ہے، اور اگر مرد عورت کا مالک یا شوہر ہے، جسکے ساتھ وطی کرنا بھی درست ہے، تو یہ عورت اُس مرد کا تمام بدن دیکھ سکتی ہے، بجز اسکے کہ شرمگاہ کی طرف دیکھنا مکروہ ہے، جیسے مرد کو بھی (اپنی مستحقہ) عورت کی شرمگاہ دیکھنا مکروہ ہے، مرد کو خالی مکان میں (خود بھی) ننگا بیٹھنا جائز نہیں، اُسکو چاہیے کہ ہر حالت میں، اپنا ستر ڈھکا رکھے۔ روایت ہے کہ ننگا ہونے کی نسبت جناب رسالت مآب سے دریافت کیا گیا، آپ نے فرمایا کہ "اللہ داس ننگا کا (زیادہ مستحق ہے کہ اُس سے حیا کی جائے؟" آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "ننگا ہونے سے بچو، (جیسے کہ تمہارے ساتھ وہ (خدا) رہتا ہے جو تم سے جدا نہیں ہوتا، مگر باخلفانے میں جانیکے وقت یا اپنی بیوی سے صحبت کر نیکیے وقت؟" واللہ اعلم۔

(۳) مسئلہ ثالث۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ "یفصو من البصار ہم" سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ "سر کی آنکھیں ممنوع چیزوں کے دیکھنے سے بچی رہنا چاہئیں،

اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان اوقات میں خدا اپنے بندوں کے پاس سے بچھڑ جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان ضروریات کے اوقات میں شرمگاہ ننگا کرنا خدا کے ساتھ بے حیائی کرنے میں داخل نہیں۔ ختم۔



اور دلی انکیس اسوار ذات باری سے

قرآن تعالیٰ ”وَحِفْظُوا فِرْ وَجْهَکُمْ“ یعنی ”مومنین اپنی شہر مگاہوں کی حفاظت کریں“  
حفظ فروج سے یہ مراد ہے کہ جو چیزیں حلال نہیں، اُن سے شہر مگاہوں کی حفاظت کی جائے، بوالہیہ  
کا قول ہے کہ خدا نے جہاں جہاں قرآن میں ”وَحِفْظُوا فِرْ وَجْهَکُمْ“ اور ”وَحِفْظُوا فِرْ وَجْهَکُمْ“  
فرمایا ہے، اُن سب آیتوں میں زنا سے محفوظ رہنا مقصود ہے، مگر سورہ نور میں ”وَحِفْظُوا فِرْ وَجْهَکُمْ“  
اور ”وَحِفْظُوا فِرْ وَجْهَکُمْ“ سے یہ مراد ہے کہ شہر مگاہوں کے دیکھنے سے بچنا چاہیے  
مگر یہ قول ضعیف ہے، اس لیے کہ اس آیت میں اس شخص سے کوئی دلالت نہیں پائی جاتی، بلکہ  
آیت کا اقتضائے ظاہری تو یہ ہے کہ ”حفظ فروج“ سے وہ تمام چیزیں، مثل زنا، مس، اور نظر،  
(قصداً بلا ضرورت) کے، مراد لی جائیں، جبکہ خدا نے حرام کیا ہے۔ اور اگر ”حفظ فروج“ سے  
اُنکے دیکھنے سے ہی کی ممانعت مراد لی جائے تو ”دلی اور مس“ ہی بوجہ اپنی شدت و غلطی کے (لرؤا)  
آیت میں داخل ہو جائے گی۔

اگر نقطہ منصوص بھی کر دی جاتی، تب بھی آیت کے مفہوم میں ”دلی اور مس“  
کے بچنے کا وجوب داخل ہوتا، جیسے ”لا تَقُلْ لِّهَآؤُلَاءِ“ یعنی ماں باپ کی شان میں اُن تک  
نہ کہو، باقتضای آیت ”اُن“ سے زیادہ سخت باتوں سب دھم اور پرہیز کی ممانعت بھی داخل ہے۔  
قرآن تعالیٰ ”ذَلٰکَ اَنۡرَکُمۡ“ یعنی اس فرمان پر عمل کرنا مسلمانوں کے نفسوں کو بہت

ملہ افسوس ہے ہندوستان کے مسلمانوں پر اگر اٹھادو صرف انکیس بھی کرنے کو ترکہ نفوس دراصل درج شرافت انسانی پر پہنچنے  
کے لیے تجویز کرے، اور صیغہ تفضیل کے ساتھ ”ذَلٰکَ اَنۡرَکُمۡ“ فرمائے جس کا مطلب ہے کہ شخص بصر ”تہرکت حق“ میں رجعت  
فر کی نفوس اور زینت ”وَحِفْظُوا فِرْ وَجْهَکُمْ“ کا۔ مگر وہ خود پرست اور ناخدا پرست اس حکم کو ناکافی خیال کریں، جس کو خدا  
نے اُنکے اراض قلوب کے لیے شخص کیا ہے اس کو غیر کافی خیال کر کے، اپنی طرف اس میں ناپاک ایذا دے کر، پھر کیا حال  
ہونا چاہیے ان ناخدا پرست مسلمانوں کا جو عورتوں کو اس لیے قید رکھتے ہیں کہ اُن پر جیسے ہی چاہیں جسمانی اور روحانی عذاب توڑیں  
اور اس پر وہ کی بدولت اُن کی باز پرس نہ کیا سکے، لہذا اُن کو کوئی ایسی شریعت بنانا چاہیے جو اُن کی من، دلی غلامی و خواہشات  
کی حمایت نہ کرے، اور جس کو وہ ”اُمّت اکبر“ کہہ دیکم، کامصداق نہر اسکیں۔ جیسے کہ وہ موجودہ شریعت میں غلامی و خواہشات  
کے لیے نہیں جس کی وجہ سے وہ اس کو مکمل شریعت کہیں، اور جس پر اُن کو فخر و ناز ہو سکے، اور جس میں خود ان کو اپنے ہاتھوں سے  
اپنی شریعت میں اصلاح کرنے کی ضرورت نہ پڑا کرے۔ ختم

پاک و صاف کرنے والا ہے۔“ اس سے کہ یہ ایسی بات ہے جس سے اُنکے نفوس فر کی ہونگے، اور وہ تباہ و مہج کے مستحق ٹھہریں گے۔ اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ خدا نے اس خطب میں صرف مسلمانوں ہی کو مخصوص کیا ہے، اور یہ آیت اُن ہی کے ترکیبہ نفوس کے لیے ہے، اور کفار کے واسطے نہیں ہے۔

تو کہ تعالیٰ ”وقل للمؤمنات یغضضن من البصارھن ویحفظن فر وجھن۔“ یعنی ”مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ وہ (بھی مردوں کی طرح) اپنی آنکھیں نیچی رکھ کریں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں،“ اس جگہ ہی وہی مسائل و مباحث میں جو اوپر مذکور ہوئے۔

اگر کوئی یہ سول کرے کہ اس آیت میں ”غضض“ کو ”حفظ فسطح“ پر کیوں مقدم رکھا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نظر زنا اور فسق و فجور کی تباہی ہے، جس میں لوگ شدت اور کثرت سے مبتلا ہو جایا کرتے ہیں، اور مشکل سنبھال سکتے ہیں، (اس سے آنکھ نیچی کرنے کو مقدم رکھا، تاکہ راستہ ہی مفقود نہ ہو جائے)

تو کہ تعالیٰ ”ولا یبدین زینتھن الا ما ظہر منها۔“ یعنی ”عورتیں اپنی زینت کے متاع کو ظاہر نہ کیا کریں، مگر جو کچھ (عادیہ) اُس میں سے کھلا رہتا ہو،“ یہ حکم علیٰ اہلیت عیبت سے ہے کہ گویا کہ مردوں کو جنس ہی عورتوں پر اپنے زیور اور لباس وغیرہ کی زینت کا اظہار ممنوع ہے، کیونکہ یہ ہی فتنہ سے خاں نہیں۔ اس جگہ چند مسائل ہیں۔

(۱) پہلا مسئلہ۔ زینت نسا۔ میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ جانتا چاہیے کہ ”زینت“ ایک اہم ہے، جس کا اطلاق اُن دونوں زینتوں پر ہوتا ہے جو خلقۃ (انسان کے بدن میں) پیدا کی گئی ہیں، اور یا جنکو انسان خود از قبیل لباس و زیور وغیرہ بغرض زینت اختیار کرتا ہے، لیکن بعض لوگ اسکو تسلیم نہیں کرتے کہ ”لفظ زینت“ کا اطلاق

اس سے کہ ترکیبہ نفوس دل سلام سے ہو، چاہے، اور پھر کے بعد فراموش و جہالت سے۔ آخر



محسن خشتی پر کیا جائے، ایسے کہ خلقی زینت پر یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ عورت کی زینت ہے بلکہ زینت سرمہ اور خضاب جیسی اکتسابی چیزیں کہلائی جاتی ہیں، مگر قریب الفہم یہ ہے کہ ”زینت“ میں خلقی زینت بھی داخل ہے۔ اسکی دو دلیلیں ہیں۔

(۱) پہلی دلیل۔ اکثر عورتیں صرف محسن خلقی ہی کی مالک ہوتی ہیں، اور وہ ان تمام چیزوں سے محروم ہوتی ہیں، جن کو زینت خیال کیا جاتا ہے (جیسے زیور اور عمدہ لباس وغیرہ) پس جب ہم اس زینت کو خلقی زینت پر محمول کرتے ہیں، تو اس سے پورا حق عموم ادا ہوتا ہے (جیسا کہ قرآن کے ظاہر و باطن سے نکلتا ہے) خلقی زینت کے علاوہ اس میں دوسری زینت کا دخل ہونا بھی کچھ ممنوع نہیں۔

(۲) دوسری دلیل۔ خداوند کا یہ قول ”ولیعرض بنجر مہن علیٰ جیو بھن“ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ”زینت“ عام ہے، اور اس سے خلقی و اکتسابی دونوں آیتیں مراد ہیں۔ گویا خداوند نے دوپٹوں سے چھپانے کا حکم دیکر، عورتوں کو زینت خلقی کے اظہار سے منع کیا ہے۔ اور جن لوگوں نے ”زینت“ سے زینت غیر خلقی مراد لی ہے۔ انہوں نے اسکو تین چیزوں میں منحصر کیا ہے۔

اول۔ تہناغ، بے سرمہ لگانا، یا نیل سے بھروسے پر خضاب لگانا، یا رخساروں پر کوئی رنگ لگانا یا ہاتھوں پر دس میں ہندی لگانا۔

دوم زیور مثل انگوٹھی، کنگن، پازیب، باز بند، ہار تاج۔ برہ، وریالی وغیرہ۔

سوم لباس۔ خدا فرماتا ہے ”خذو فراتیکم عند کل مسجد“ یہاں زینت سے لباس مراد ہے۔

(۲) دوسرا مسئلہ۔ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ ”الاماظر صنفہ“ سے کیا مراد ہے؟

لے اکثر مفسرین و فقہاء کا یہ ہے کہ اماظر صنفہ سے عورت کا منہ اور ہاتھ مراد ہیں، اور صنفہ صنفہ سے عورت کو خشتی کے سامنے بر ضرورت منکھ مانا جاتا ہے۔ اناست صحیح اور قال مانہ نبوی اور صحیحہ صنفہ ہی اسکی تائید ہوتی ہے اور سنائی حریٹ اور سکا شریف ہونہا ہی سی بات کا تقاضی ہے کہ اسکو مقید و محسوس کر کے اسکی حریت کو صدمہ نہ پہنچایا جائے، وایک شریف خلقت اور سر شریف اخلاق و باعین و امانت کامے چنانچہ ہم چند مستند تفسیروں کی عبارتیں ”الاماظر صنفہ“ کے متعلق ناظرین کے ایمان کے لیے پیش کرتے ہیں

نولوگ زینت کو زینت خلقی پر محمول کرتے ہیں، جس میں سے ایک نقال ہیں وہ کہتے ہیں آیت کے یہ معنی ہیں کہ "مگر جو کچھ انسان اپنی روزانہ عادت میں اپنے بدن میں کھلا رکھتا ہو، عورتوں کی عادت ہی کہ نئے منہ اور ہاتھ کھلے رہتے ہیں، اور مردوں کی عادت ہی کہ انکا اطراف چہرہ اور ہاتھ پیر کھلے رہتے ہیں۔ پس اس عضو کے چھانے کا حکم دیا گیا جسکے کھولنے پر ضرورت تقاضی نہ ہو، اور اس حصہ بدن کے کھولنے کی بجا رت دی گئی جو عادتاً کھلا رہتا ہو، اور جس کے کھولنے پر ضرورت تقاضی ہوتی ہو۔ ایسے کہ سہامی شریعت، شریعت حنفی، اور سہل اور ان کے کو مشکل میں نہ ڈالنے والی چیز ہو، اور جب کہ منہ اور ہاتھ کا کھولنا ضرورت نہ پائی میں داخل سے، اور چار تمام بدن سے اس پر تفاق کیا ہے کہ انکا چھپانا ضرور ہیں، اور چونکہ پیر کا کھلنا ضرورت میں داخل نہیں، ایسے علماء نے اس میں خلاف کیا ہے کہ یہ داخل ستر ہی یا نہیں، اس میں بھی دو صورتیں ہیں، مگر زیادہ صحیح یہ ہے کہ پشت قدم کی طرح تمام بدن داخل ستر ہے۔

عورت کی آواز کے متعلق بھی دو رایاں ہیں، مگر زیادہ صحیح یہ ہے کہ عورت کی آواز

سب جس جگہ تو ستر پرستی کی بدولت مسلمانوں نے نیسے دیں وہ بدنام کر رکھی نہ تو یہ رہا ہے کہ "لا یكف الله نفساً لاوی" مگر، اپنے دیرانی شریعتیں و تقیہ تو ہیں جس سے سہم کی سیدی ماویٰ و سہل سن رخصت ہو گئی نظر نہیں رہتا بچے اس میں اکثر پردہ کی بدولت مسلمانوں نے دنیا کو پیچھے ہو توں پر یہ تباہ کر رکھی جس سے وہ کسی کام کی نہیں رہیں اگر خداوند نہ ہو ان کو ایسی ضرورت پڑے کہ کو خود دینا دراپے ہاں کیوں کانٹر گریں نہ پڑے تو وہ اسوقت بجائے سہل کے اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا لیں گے۔ شریعت حق سہامیہ نے جب کو خود مختار بنایا ہے، جب ان کو، مک بننے کا حق دیا ہے، اور جب ان کو بیع و شہری اور بیہ و رہن کا حق دیا ہے، تو ان کو ان فطری حقوق کے مستحق کرنے کے قابل بننے دینا ایک فطری گناہ ہے، اور صاف اس بات کی دلیل ہے کہ ان مسلمانوں کے، خدا ان ایسے خراب ہو گئے ہیں کہ وہ دوسروں کے حقوق پر بردستی متصرف ہونا چاہتے ہیں۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر عورتوں کو، اپنے حقوق سہامی کے قابل بننے کا موقع دیا گیا، تو یہ حضرت شیخ کے تعویذ، گنڈے، ملاؤں کے حوے، ہڈے، جیسوں کے نذر سنے، اور دیکھوں کے محنت سے کس قدر معرض خطر میں پڑ جاوینگے۔ ایسے مردوں نے اپنی پالائی یہ سب شے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں، اور عورتوں کی جہت دار بے بسی و تیسرے کو اس بات کا خوب موقع ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے عورتوں کو نہایت تباہ و برباد کریں، اور کوئی انکا پوچھنے والا نہ ہو۔ ختم



داخل ستر نہیں۔ ایسے کہ ازواجِ مطہرات ہر جنسبھی مردوں سے حدیثیں روایت کیا کرتی تھیں جو علماء "زینت" سے زینت اکتالی مراد دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ خدا نے جو لفظ زینت دریا ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر وہ زینت عورت کے بدن پر ہو تو اسکا دیکھنا جائز ہے، ورنہ عورت کے بدن پر ہونے کی حالت میں اس زینتوں کا دیکھنا بھی ممنوع کیا ہی تو عورت کے بدن کا (علاوہ منہ اور ہاتھ کے) دیکھنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔ اور اس بنا پر عورت کے چہرہ کی زینت، جو دسمہ اور زنگے کی گئی ہو، اور بدن کی زینت، جو خضاب کے کی گئی ہو، اور گلوٹھی (وغیرہ ان سب) کا دیکھنا جائز ہوگا، یہی حکم اس کا بھی ہے۔ ان چیزوں کے دیکھنے کی وجہ جوازیہ سے کہ ہمارے چھپانے میں دشواری کا سامنا ہے، اسلئے ضرور ہے کہ عورت اپنے ہاتھ سے کچھ سے لے، اور محاکمہ و شہادت اور نکاح کے وقت اسکو اپنا منہ کھولنے کی غرض سے داعی ہو۔

(۳) تیسرا مسئلہ تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ "کامیابی زینتیں الاما ظہر منھا" آزاد عورتوں سے مخصوص ہے، اور امان سے اسکو کچھ تعلق نہیں، اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ جب لونڈیاں، مال ہیں تو انکے بیع و شری میں بھی تنسیہ لازم ہے، اور حیاط بلا غائر اور گہری نظر کے ہو نہیں سکتی، بخلاف آزاد عورتوں کے (کہ وہاں اس غرض سے تنسیہ نظر کی ضرورت نہیں پڑتی)۔

قرآن تعالیٰ "ولیضربنکحہن" یعنی عورتیں اپنے گریبانوں پر اپنے دوپٹوں کے آٹھل ڈالے رہیں، "ورفع کما مفرجہن" اور خمار اوڑھنی کو کہتے ہیں مفسرین کہتے ہیں کہ عرب جاہلیت کی عورتیں اپنے دوپٹے مکر کے پیچھے باندھ لیا کرتی تھیں۔

سلف خمار اور جہاب کی تحقیق پر ہمارے مضمون دیکھنا چاہیے جو "مسماویں پردہ" کے متنوں سے "مسئلہ تفسیر" میں شائع ہوا ہے جہیں لغت و فعال دونوں ہی سے یہ ثابت کیا گیا کہ خمار جہاب کوئی مہر جہان کا لباس نہیں ہے، اور نہ ہی فعال کے مفہوم میں منہ چھپانے کا عمل ہے بلکہ قرآن میں اسکا استعمال بتایا گیا، مثلاً انہما (دو) در روعین میں منہ داخل ہے جو، انکے محل ہندول بیان کیے گئے ہیں مثلاً "جیوہن" اور "عین"۔ یہ مفصل بحث کے لیے مضمون "جہاب و خمار" میں

اور اگر توں کے گریبان سامنے ہونے کی وجہ سے اُن کی گردنیں اور ہاتھ رکتے رہتے تھے۔  
 لہذا انکو حکم دیا گیا کہ اپنے دوپٹوں کے انچل گریبانوں پر ڈال لیا کریں، تاکہ گردن، سینہ، اور  
 اُنکے آس پاس کی چیزیں، یعنی، بال، اور گلے اور کانوں کے زیور، اور گھنڈی لگانے کی جگہ  
 چھپ جایا کرے۔ لفظ "ضرب" سے انچوں کے ڈالے رہنے میں مبالغہ مقصود ہے، اور  
 بخر میں بار الصاق ہے (یعنی دوپٹے ہر وقت گریبانوں سے ملے رہیں)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے سارا انصار سے زیادہ نیک کوئی عورت  
 نہیں دیکھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی، تو اُن میں کی ہر ایک عورت اپنی چادر کی طرف پکی، اور  
 اُسکو پکڑ کر دھوڑا، اور وہ ایسی ہو گئیں کہ گویا اُنکے سروں پر کتے بیٹھے ہیں،  
 قولہ تعالیٰ "لا یبدین زینتھن" یعنی "عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں"،  
 جاننا چاہیے کہ خدا "زینت مطلقہ" کے احکام (پسے "لا یبدین زینتھن" میں)  
 بیان فرما چکا، تو (اس دوسری "لا یبدین زینتھن" میں "زینت خفیہ" (یعنی جو چیزیں  
 انچل سے چھپنا فرض ہیں) کے متعلق احکام بیان فرمائے، جسکا ابابت کے سامنے کھونا  
 ممنوع ہے۔ اور بیان فرمایا کہ اس "زینت خفیہ" کا چھپنا سب واجب ہے، مگر بارہ صورتیں  
 اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۱۔ اہل علی مدبرہ فصیحون علی رؤسھن الغریبان، ہے۔ اہل عتب اس ضرب المثل کو اس موقع پر استعمال  
 کرتے ہیں جس کسی کی حد درجہ کی اطاعت کا انہماک نہ ہو، یعنی: اُنکا سر تسلیم اس درجہ جھکا ہوا ہے کہ گویا  
 اُنکے سر پر کوئی جانور چھیا ہوا ہے، اور وہ اپنی ذریعہ کسی بھی اس جانور کے بڑھانے کا خوف کرتے ہیں۔ اختر  
 زینت خفیہ سے وہ حصہ بدن دروچہ میں داخل ہے، جن پر دوپٹے ڈالے رہنے کا حکم دیا گیا ہے، مثلاً  
 سینہ، گردن، اور زیور وغیرہ اور صرف یہی وہ زینت ہے جسکا جنبیوں پر ظہر کرنا منع کیا گیا ہے، اور  
 یہ بپ، ناند، درتیری، شمشاد، اس سے بھی مستثنیٰ ہیں، ایسے کہ مواقع ستر کا پوشیدہ رکھنا تو انسا  
 کہ اپنی ذات سے بھی فرض ہے اس میں اجنب و محام کی کوئی خصوصیت نہیں اور منہ اور ہاتھ کا جنبیوں کے  
 آئینے ہونا قرن سے ثابت ہے۔ اب صرف ایک چیز "زینت خفیہ" باقی رہ گئی ہے جس کی اجانب کے سامنے



(۱) پہلی صورت - عورتوں کے خاوند -

(۲) دوسری صورت - عورتوں کے باپ، اس میں باپوں کے باپ و بہن کے باپ اور بھرائے کے باپ سب شامل ہیں -

(۳) تیسری صورت - شوہروں کے باپ -

(۴) چوتھی اور پانچویں صورت - عورتوں کے خود اپنے بیٹے، اور خاوندوں کے بیٹے، اس میں اولاد کی اولاد بھی داخل ہے، خواہ وہ بیٹوں سے ہو یا بیٹیوں سے جیسے پوتے اور نواسے -

(۵) چھٹی صورت - خواہ وہ باپ کی طرف سے بھائی ہوتے ہوں، یا ماں کی طرف سے، یا دونوں طرف سے -

(۶) ساتویں صورت - عورتوں کے بھتیجے -

(۷) آٹھویں صورت - عورتوں کے بھانجے -

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۵، کھولنے کی ہر نکت کی گئی ہے، اور صرف یہی وہ علم خجاستہ جس کے سمجھنے میں ہندوستان کے مسلمانوں کا لفظ میں ٹپ ہوئے ہیں، اور انیسویں ہر بعض عالی دماغ اشخاص اپنی اس غلط فہمی کو نفرت، اور سائنس و تجربہ سے ثابت کر نیکی کو شش کرتے ہیں۔ اول یہ تو ثابت کریں کہ یہ موجودہ پردہ اصول اسلام میں سے ہے بھی، پھر تیسری مقالی اور شاعرانہ خیالات سے کام لیں۔ ہم تو جب قانون ابداعِ حق پر نظر ڈالتے ہیں، تو ہم کو صفاتِ نظر آتا کہ خدا نے ہر چیز کو خود پردہ سے باہر کیا ہے، اور بس ایک اُس کی ذات حقیقی پردہ میں رہی ہے، اور وہ بھی پردوں میں سے جھلک رہی ہے، اُس حقیقی بے پردگی پر، جو لفظ "کن" سے ہوتی ہے، کسی کو پردہ ڈانسنے کا اختیار نہیں ہے، ایسے کہ ہشیار میں اباحت آگئی ہے، اور قیوداتِ انسانی و مصلحتی جاری ہیں، افعال کے حسن و قبح کو، بہانہ تک نیچر سے تعلق ہے، اُس کو کوئی نہیں جان سکتا، سچا اُس کے کہ انسانی حسن و قبح کو جان سکیں، اگر ایسا نہ تھا، تو آج تمام دنیا کی عورتیں ... اس پردہ کے صد قدم زندہ درگور ہوتیں، اور دنیا کی تمام قومیں اس صلب و جمادیت گاہ کرتیں، لاکھ ایسا نہیں ہے، اور دوسری اقوام کی عورتیں اپنی فطرتی آزادی پر ہیں۔ اور اسلام نے بھی اپنی ہی روک تھام کی عزت دی ہے، حتیٰ اضافی تہذیب سے تعلق رکھتی ہے، اور وہ یہ کہ عورتیں مذہبِ اساتذہِ عباس میں دنیا کی ہوا کھا کر ہیں، اور ان کی اس فطری آزادی پر کوئی تعرض نہ ہو۔ ختم

وہ سب مرد جو انہوں صورتوں میں بیان ہوئے ہیں محرم ہیں۔ یہاں چند سوالات

پیدا ہوتے ہیں

۱۱۔ پہلا سوال۔ کیا محرم مردوں کو محلوں اور غیر مؤمنہ کا وہ حصہ بدن دیکھنا بھی جائز ہے جو مؤمنہ

کا نہیں دکھایا جاسکتا؟

جواب۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت کا ہیک ہو جائے، جو اس کی محرم ہے، تو اس کا شکم

و پشت دیکھ سکتا ہے، بشرط شہوت نہیں، بلکہ احتیاط ملک کی غرض سے، جو مختلف طریقوں سے

کی جاتی ہے۔

۱۲۔ دوسرا سوال۔ چچا اور ماموں کا کیا حکم ہے؟ (کیونکہ بظاہر وہ ان مستثنیات میں سے ہیں)

نہیں کیے گئے)

جواب۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ بظاہر چچا اور ماموں سے بھی "زینت خفیہ" کے

پہچائے جانے میں تمام محرم کا حکم ہے۔ وہ اس کی دلیل بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں

"زینت عمت" کا حکم ہی تو نہیں بیان کیا گیا، بلکہ وہ بھی نسبت کا حکم رکھتا ہے۔ اور نیز سورہ اخرا

میں (جہاں خدا نے محرم کو گنایا ہے) وہاں لا جناح علیھن فی اباءھن، ولا ابناءھن، ولا

اخوانھن، ولا بناتھن، ولا بناتھن، ولا نسائھن، ولا ما ملکت ایماھن،

کے ساتھ "شوہروں" اور "شوہروں کے بیٹے" کا ذکر نہیں کیا ہے، بعد ازاں کا ذکر سورہ نور میں کیا ہے۔

اور کہیں بعض کے ذکر سے تمام کا حکم معلوم ہو جایا کرتا ہے۔

شعبی کہتے ہیں کہ خدا نے "چچا" اور "ماموں" کا ذکر اس لیے نہیں کیا ہے کہ کہیں یہ

"چچا اور ماموں" اپنی بھتیجی اور "بھانجی" کے حسن و جمال کی تعریف اپنے بیٹوں سے نہ کریں!!

اور اسکے معنی یہ ہیں کہ تمام (مذکورہ بالا) رشتوں میں باپ اور بیٹے محرمیت میں یکساں نہ

ہیں، مگر "ماموں" اور "چچا" اور "بیٹے" محرمیت میں برابر نہیں، باپ کے دیکھنے کے بعد

یہ بات ممکن ہے کہ وہ اپنے بیٹے سے، کہ جو اس عورت کا محرم نہیں ہے، کسی تعریف کرے،



دو بیٹے کے دل میں اُسکا ایسا تصور بند ہے کہ وہ اُسکے دیکھنے کا مشتاق ہو جاوے۔ یہ بی پردہ میں وجوب احتیاط کی ایک بڑی دلیل ہے۔

لہذا ہم رازی نے سورہ اخزاب کی تفسیر میں ”چچا اور ماموں“ کو محارم میں اس طرح شمار کیا ہے کہ ”آیت میں ”چچا“ اور ”ماموں“ کے ذکر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا حکم ”بھتیجیوں“ اور ”بھانجیوں“ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے، اسیلئے کہ بھتیجیوں کے پھوپھوں کے حق میں محرم ہو نیسے خود بخود سمجھا جاتا ہے کہ ”بھتیجیاں“ چچا کے حق میں محرم ہیں، اور علیٰ ہذا ماموں کا حکم ہے۔“

لیکن اگر شخصی کی رائے کو کچھ وقعت دیجائے، تو معلوم نہیں کہ ”بھتیجی“ اور ”بھانجی“ چچا اپنی پھوپھوں اور خالائوں کے سہ محرم ہیں، ان کی نسبت اس امر کا کیا قطعی یقین ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے، جو ان کی پھوپھوں اور خالائوں کے محرم نہیں ہیں، ان کے حسن جمال کو بیان نہیں کرینگے۔ علاوہ ازیں، عورتیں بھی تو حسن جمال کا ادراک، اسی طرح کرتی ہیں جیسے مرد۔ پھر بھوپ اور خالہ سے کیا اطمینان ہو گیا ہے کہ وہ اپنے میٹوں سے اپنی بھانجی اور بھتیجی کے حسن جمال کا ذکر نہیں کریں گی؟ اور نیز باپ اور بھائی کی نسبت کیا اطمینان ہو گیا ہے کہ اگر وہ خود بھی اپنی بیٹی یا بہن کو کسی لائق و شریف اور دوئمند شخص کی بی بی بنانے کی غرض سے اُسکی بیعت اور حسن جمال کا ذکر کسی جنسی سے کر دیں؟ اگر یہی احتمال پرستی ہے، تو آج شریعت اسلامی کے نام مہول ”ہیاء مشوراً“ ہوئے جاتے ہیں، اور تمام انسانی تمدن و تہذیب کی بنیاد اس حقانی شریعت کے ہاتھوں برباد ہوئی جاتی ہے۔

لیکن علامہ ابوالسعود نے اپنی تفسیر میں ”چچا اور ماموں“ کے عدم ذکر کی ایک نہایت عمدہ وجہ لکھی ہے۔ وہ سورہ اخزاب کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ”چچا“ اور ”ماموں“ کا ذکر اسیلئے نہیں کیا گیا کہ وہ دونوں تو مثل باپ کے ہیں، اور خدا نے خود چچا کو باپ کا نام دیا ہے، جہاں اُس نے (جناب) سالت ماب کو خطاب کر کے فرمایا ”والد ابائکم و ابراہیم و اسمعیل حتیٰ یعنی تمہارے باپ ابراہیم و اسمعیل و اسحاق کا خدا اور یہ ظاہر ہے کہ جناب سالت ماب حضرت اسمعیل کی اولاد میں ہیں، در حضرت اسماعیل کے سوتیلے بھائی ہیں، جو اس رشتہ کے انحضرت کے چچا ہوتے ہیں، اور خدا نے ان کی نسبت ”باپ“ کا لفظ استعمال کیا، حیرت کی جگہ یہ کہیں باپ ہی اپنی میٹھون کے حسن جمال کے قصے گاتے پھرتے ہیں۔

ن سب باتوں کو جانے دو، اور زرا قرآن میں غور کرو، تو وہاں ”چچا اور ماموں“ کی محرمیت کا ذکر نہ صرف صاف لفظوں میں ملتا ہے، یہاں خدا فرماتا ہے ”حُرِّمْتُ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتِكُمْ، وَبَنَاتِكُمْ، وَاَخَوَاتِكُمْ، وَبَنَاتِ اَخَوَاتِكُمْ، وَنِسَاءَ اَخَوَاتِكُمْ“ یعنی (مسلمانو!) تمہاری مائیں، اور تمہاری بیٹیاں، اور تمہاری بہنیں، اور تمہاری پھوپھیاں، اور تمہاری خالائیں، اور بھتیجیاں اور بھانجیاں یہ سب تم پر حرام ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے صاف طور سے بھتیجیوں اور بھانجیوں کو ”ماموں اور چچا“ پر حرام کیا ہے، اور یہ ٹھول فقہ کا مسئلہ ہے کہ جن عورتوں سے کسی صورت میں کلام جائز نہیں، وہ مردوں کی محرم ہیں اور مردوں کے پردہ نہیں، اختصاراً

۳۱ تیسرا سوال۔ اُن مردوں کو (جو اس آیت میں مستثنیٰ کیے گئے ہیں، عورت کے مواقعِ زینت کا دیکھنا کیوں جائز ہے؟

جواب۔ اس جواز کی وجہ یہ ہے کہ اُن مردوں کو خصوصیت کے ساتھ عورتوں کے پاس آنے جانے اور ملنے جلنے کی ضرورت پڑتی ہے، اور نیز اسوجہ سے کہ اُن مردوں کی طرف سے فتنہ کا اندیشہ بھی کم ہے اور نیز اسوجہ سے کہ جنابیوں سے خدا کا کرنے میں ایک منافرت ہو ا کرتی ہے، اور نیز عورت سفر میں، سوا کر لے کر لے اور اتارنے کے لیے، ان مردوں کی میعت کی محتاج ہے۔

(۹) نویں صورت، ”نساءہن“ ہے۔ یعنی ”اپنی جیسی عورتیں“۔ ہمیں ”قول ہیں۔ پہلا قول۔“ نساءہن“ سے وہ عورتیں مراد ہیں جو اُن کی ہم مذہب ہوں، اکثر سلف کا یہی

الہ اگر ان مستثنیٰ صورتوں میں، عورت مرد کی بے تکلفی سے اُسے سامنے ہونے کی یہی وجہ میں، جو امام رازی نے منکلی پر (اور فی الاصل یہی ہے) تو جہاں کہیں اُنکے بیان کردہ رجودی اور سبلی وجہ پائی جائیں وہاں حکم یہی ہونا چاہیے۔ لہذا اگر استنباط یہ کہ جائے کہ امام رازی کی یہ رائے ہے کہ اگر باقتضائے ضروریات جنابیوں سے غنا پڑے، یا جنابیوں کی دیانت، تہذیب نفوس سے کسی شر کا اندیشہ نہ ہو۔ طبیعتوں میں منافرت نہ ہو، یا سفر کی ضرورتیں مجبوز کرتی ہوں۔ تو جنابیوں کے سامنے بھی اُسی بے تکلفی سے آنا جائز ہے۔ تعجب ہے اس آزاد مرد کی رائے پر اب ایک قرن سے بھی صراحت یہی ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت اجانب کے ساتھ استقامت آزادی سے ملنے کی اجازت دی گئی ہے، جیسے ہم سے۔ خدا نے ایسے اجانب کو جن کو اپنی ضرورت سے عورتوں سے منا پڑے، یا جسے عورتوں کو اپنی ضرورت سے منا پڑے، سلسلہ بیان میں محارم کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور ”اوالتابعین غیر ادلی الاربتہ“ کو ذکر سلسلہ محارم میں بیان کر کے صاف یہ مطلب ہے کہ جو اجانب ”اربت فی النساء“ کی نہت سے خلا لا سکتے ہوں اُنکے سامنے ”زینت حفیہ“ کے بے پردہ ہو جانے میں بھی کچھ حرج نہیں، جیسے باپ بھائی، بھتیجے، بھانجے وغیرہ کے سامنے کہ اُن سے بے تکلف ہونے بغیر جاہ نہیں ”تابعین غیر ادلی الاربتہ“ کو اہلی حق و عہد حاصل ہے جو ہم نے بیان کیا، اور خدمت گار یا طفیلی وغیرہ بھی اُس کی شاخیں ہیں، ایسے کہ اگر کسی عورت کا لاکہ دو لاکھ تجارتی کاروبار ہو، اور سود و سودیہ، ہموار کے اُسکے ملازم اور کھنٹ ہوں، تو ظاہر ہے کہ وہ اُسکے طفیلی اور بوزہ گرتہ ہیں نہیں، بلکہ اُسکے ”تابعین غیر ادلی الاربتہ“ ہیں جو اربت فی النساء کی غرض سے اُس سے تعلق نہیں رکھتے، بلکہ ایک کسب حلال کی غرض سے اُس سے تعلق رکھتے، اور حساب سبب سمجھانے کی غرض سے اُس سے مواجد اور مکالمہ کی ضرورت رکھتے ہیں، تو اس قسم کی صورتوں میں عورتیں بے تکلفی کے ساتھ اجانب مردوں سے مل سکتی ہیں۔ اور ”اوالتابعین غیر ادلی الاربتہ“ کا یہی مفہوم ہے۔ اختصاراً



قول ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کو زمی عورتوں میں کپڑوں سے کھلی نہیں رہنا چاہیے، اور غیر مسلم عورتوں کے سامنے آنا ہی حصہ جسم دینی منہ اور ہاتھ (ظاہر کرے) جتنا جنسی مردوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے، مگر یہ کہ وہ غیر مسلم عورت اُس کی باندی ہو، ایسے کہ خدا نے (مستثنیٰ صورتوں میں) فرمایا ہے کہ ”اور مملکت ایمانھن“ یعنی۔ عورت کو اپنے باندی غلام پر زینت خفیہ کا ظہر کرنا جائز ہے۔

حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ کو لکھا تھا کہ وہ اہل کتاب کی عورتوں کو مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں۔

دوسرا قول ”نسائین“ سے تمام مسلمہ و غیر مسلمہ عورتیں مراد ہیں، یہی ٹھیک مذہب ہے اور سلف کی رائے استحب و اولویت پر محمول ہے۔

(۱۰) دسویں صورت۔ ”مملکت ایمانھن“ ہے۔ یعنی۔ عورتیں اپنے باندی و غلام پر زینت خفیہ ظاہر کر سکتی ہیں۔ ظاہر کلام باندی اور غلام دونوں کو شامل ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے۔ بعض آیت کو اُس کے ظاہر الفاظ پر محمول کرتے ہیں، اور خیال کرتے ہیں کہ عورتوں کو اس بارے میں کوئی ممانعت نہیں ہے کہ وہ اپنے غلاموں پر اپنی اُس زینت کو ظاہر کریں جو محرم پر ظاہر کر سکتی ہیں، یہ قول حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے مروی ہے، اور ظاہر آیت سے بھی ایسی دلیل لاتے ہیں۔ اور نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب حضرت فاطمہؓ کے پاس ایک غلام کو ساتھ لیے ہوئے، جو انکو مہرب کر دیا تھا، تشریف لائے۔ حضرت فاطمہؓ (اسوقت) ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھیں کہ اگر اُس سے سر ڈھکتی تھیں تو پیروں تک نہیں پہنچتی تھی، اور اگر پیر ڈھکتی تھیں تو وہ ستر تک نہیں پہنچتی تھی، جب آپؐ نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ ”اس (چادر سے بدن نہ چھپا سکے) میں کوئی قباحت نہیں، اسے کہ ایک تمہارا باپ ہے، اور دوسرا تمہارا غلام ہے“۔ چنانچہ اسے روایت ہے کہ اہمات المؤمنین اپنے مکاتیب سے جیسر ایک درہم بھی باقی رہ جاتا تھا، پر وہ نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ

انہوں نے (اپنے غلام) ذکوان سے کہا کہ ”جب تو مجھے قبر میں رکھ کر باہر نکلے تو تو آزاد ہو“ اور نیز مردی ہی کہ حضرت عائشہ کنگھی کرتی رہتی تھیں، اور غلام ان کو دیکھتا رہتا تھا۔ ابن مسعود، مجاہد، حسن، ابن سیرین، اور سعید ابن مسیب کہتے ہیں کہ غلام اپنی سیدہ کے مال نہ دیکھے، امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ ان لوگوں نے کئی باتوں سے (اپنے قول پر) استدلال کیا ہے۔

اول۔ جناب رسالت مآب کا ارشاد ہے کہ ”جو عورت خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے، اُسکو سوائے محرم کے دوسرے (مرد) کے ساتھ تین دن سے زیادہ سفر کرنا جائز نہیں“ اور ظاہر ہے کہ غلام اپنی سیدہ کا ذی محرم نہیں ہے، لہذا غلام کو اُسکے ساتھ سفر کرنا بھی جائز نہیں، اور جب غلام کو اپنی سیدہ کے ساتھ سفر کرنا جائز نہ ہوا تو چنبی آزاد مرد کی طرح اُسکے بالوں کا دیکھنا بھی درست نہوا۔

دوم۔ کسی غلام پر ملکیت ہو جانے سے عورت کو وہ باتیں اُسکے ساتھ جائز نہیں ہو جاتیں جو قبل ملکیت حرام تھیں۔ پس اگر عورتیں مردوں کی مالک ہوں تو یہ ملکیت مردوں کی ملکیت النساء کے ہم مثل نہوگی۔ تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ عورت کو حق ملکیت سے اپنے غلام کے ساتھ تمتع جائز نہیں، جیسے مرد کو حق ملکیت اپنی باندی کے ساتھ تمتع جائز ہو جاتا ہے۔

سوم۔ اگرچہ غلام کو اپنی سیدہ سے نکاح کرنا جائز نہیں، مگر یہ حرمت نکاح یہی ہی عارضی ہے، جیسے کسی مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں، اور انکی موجودگی میں پانچویں سے نکاح ناجائز ہو، پس جب یہ حرمت نکاح دوامی نہیں تو غلام بھی اپنی سیدہ کے حق میں بمنزلہ دوسرے اجانب کے ہوا جب یہ ثابت ہو گیا تو صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ ”او ما ملکت ایمانھن“ سے صرف بانڈیاں مقصود ہیں۔ (۱) گیارہویں صورت۔ ”اَوَّلًا بَعِینْ غَیْرَ اَوَّلِیِّ الْاَرْبَعَةِ مَوْتِ الْاَرْبَعِیِّ“ یعنی۔

”اَوَّلًا بَعِیْنٌ اَرْبَعَةٌ، وَالْوَلُوعُ بِلِشَى وَالشَّهْوَةُ لَهُ، الْاَرْبَعَةُ الْحَاجَةُ فِي النِّسَاءِ۔ الْاَرْبَعَةُ الْعَقْلُ، وَفِيهِ الْاَرْبَعُ“  
”ارب“ کسی شے کی حاجت، خواہش۔ ”ارب“ حاجت فی النساء۔ ”ارب“ عقل، اسی سے ”ارب“ یعنی عقیدہ۔ و آخر،



عورتیں اپنی زینت خفیہ کو سیسے خفیہ، متوسلین مردوں (ظاہر کر سکتی ہیں) جو بلا (نیت) خواہش شہوت (ساتھ رہتے) ہیں، اس صورت میں ہی چند مسائل ہیں۔

پہلا مسئلہ۔ بعض علماء کا قول ہے کہ ”التابعین غیر اولی الاربتہ من الرجال“ سے وہ مراد ہیں جو تمہارے فضل وجود کے امیدوار بن کر تم سے وابستہ رہتے ہوں، اور ان کو عورتوں سے کچھ غرض واسطہ نہ ہو۔ یا تو، سوچو سے کہ وہ اپنی باہمت اور سادگی سے عورتوں کی کسی بات کو جانتے نہیں، یا ایسے نیک مزاج پیر مرد ہوں کہ جب عورتوں کے ساتھ رہیں تو اپنی آنکھیں نیچی کر دیتے ہوں، اس بات کو سب جانتے ہیں کہ خفیہ، غنیمین (جو مرد و جوہ خارجی سے جماع پر قادر نہ ہو) اور ان جیسے مردوں کو نفس جماع کی طرف تو خواہش و رجحان نہیں ہو سکتا، لیکن اسکے علاوہ دیکھ بھال اور تیز دھیش کے، انتفاع کی قوی خواہش ہوتی ہے، لہذا اس وقت خواہش کی موجودگی کی وجہ سے ایسے مرد تو اس آیت میں مراد نہیں ہو سکتے، پس ضرور ہوا کہ آیت میں ایسے مرد مراد لیے جائیں، جن کی نسبت یہ معلوم ہو کہ وہ جمیع وجوہ عورتوں سے تمتع کی خواہش نہیں رکھتے، یہ عدم خواہش فقدان شہوت کی وجہ سے ہو، یا سرے سے اس فعل سے وقفیت ہی نہ ہو، یا فقر و مسکنت اسکا باعث ہو۔ ان تینوں وجوہ کو پیش نظر رکھ کر اس مسئلے میں باہم مختلف الرائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ”عورتوں سے خواہش نہ رکھنے والے مرد“ فقر اور محتاج ہو گئے ہیں، جنکو نہ سستا رکھا ہو، اور بعض کا قول ہے کہ وہ مفقود عقل اور مختل الخواص اور ابلہ اور لڑکے ہیں۔ اور بعض کی یہ رائے ہے کہ ”غیر اولی الاربتہ“ میں بڑے اور تمام وہ لوگ داخل ہیں، جو شہوت سے محروم ہوں (علاوہ ان) اس میں اس قسم کی در تمام صورتیں داخل ہو سکتی ہیں۔

لے ”التابعین غیر اولی الاربتہ من الرجال“ کے الفاظ پر غور کرئیے اور اس نظم کلام اور سلسلہ بیان پر غور کرنے سے رانگو محرم کے ساتھ بیاں کیا گیا ہے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ ”غیر اولی الاربتہ“ کے معنی شیخ ذی یا مفقود شہوت کے نہیں ہیں، ایسے کہ محرم مذکورہ فی الایت اور التابعین غیر اولی الاربتہ پر کشف زینت خفیہ کی علت ایک ہے۔

ہشام بن عروہ نے زینب بنت ام سلمہ سے، اور انھوں نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت اب ام سلمہ کے ہاں تشریف لائے، ام سلمہ کے پاس (دہشت نامی) تخت بھی موجود تھا۔ اُس تخت نے ام سلمہ کے بھائی (عبداللہ بن عباس) کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ”عبداللہ! اگر خدا نے تم مسلمانوں کو کل طائف کی فتح نصیب کی، تو میں تمکو بنت غیلان دکھلاؤں گا، (وہ بنت غیلان جسکی صفت یہ ہے) کہ اگر سامنے پھر کر کسی کو دیکھتی ہے تو چار بل اسکے پیٹ میں پڑ جاتے ہیں، اور جب پیچھے پھر کر دیکھتی ہے تو پیر وا اور کوسے میں آٹھ بل پڑ جاتے ہیں۔ آپ نے اس تخت کے یہ الفاظ سن کر فرمایا کہ ”اے بنت غیلان! یہ تخت تمہارے پاس کبھی نہ آیا جایا کرے“

نوٹ بقیہ صفحہ (۲۷) اور وہ علت اقصائے ضرورت و حاجت ہے اس لیے کہ ان تمام افراد میں جو بذریعہ حرم و بیان کے گئے ہیں، ایک ہی علت مشترک نکال سکتی ہے۔ ورنہ جو بات فائدہ کے ساتھ جائز ہو سکتی ہے، وہ باب بھائی کے ساتھ جائز نہیں ہو سکتی۔ لہذا تابعین پر کشف زینت خفیہ کی صحت ”عدم اربت فی النساء“ نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ

(۱) یقیناً یہ کیسے معلوم ہو گا کہ ان تابعین کے دلوں میں جو نہیں، اور یہ عورتوں کو نہ بظاہر نہ دیکھتے؟  
(۲) اور اگر ”غیر ادلی الاربعہ“ کے معنی مفقود اشہوت کے لیے جائیں تو کیا اس پر ہی صدق و شہادت کے بعد عمل کیا جائیگا؟ جو قریناً ناممکن ہے۔  
(۳) اور باوجود عدم اربت، فقر و مسکنت کی وجہ سے ہوگی، وہ ہمیشہ بحالہ قلم ہوگی، کہ پیٹ بھرنے کے بعد ہی ان کو عورتوں سے غرض نہ ہوگی۔

(۴) اور باوجود عقل و اعتدال جو اس کے بعد ”ربت فی النساء“ نہیں ہوتی، حالانکہ ہزار بار مفقود عقل اور عقل کو اس لوگ صاحب اہل و عیال دیکھے جاتے ہیں۔

(۵) اور کیا محرم میں ”ربت فی النساء“ نہیں ہوتی، بلکہ ان کی ”ربت فی النساء“، تو محرمات تک پہنچ جاتی ہے۔ اور ہزار بار واقعات محرم کے محرمات کے ساتھ طوط ہونے کے سنے گئے ہیں، جسکا نتیجہ لزوماً یہ ہونا چاہیے کہ ”عدم اربت“ کی وجہ سے جو بات اجانب سے رکھی گئی تھی، ”وجود اربت“ کی وجہ سے اس کے خراب نتائج دیکھنے کے بعد، محرم سے وہ بات ناجائز کر دی جاتی، حالانکہ اس صورت محرمات کے بعد کسی مفتی نے محرم پر عدم کشف زینت کا فتویٰ نہیں دیا۔

یہی وہ تمام صورتیں ”عدم اربت فی النساء“ کی ہیں، جو امام صاحب نے بیان کی ہیں، ان پر مذکورہ بالا

جناب رسالت مآب نے عورتوں کے پاس اس مخنت کا آنا جانا، سوت تک جائز رکھا۔ جب تک یہ خیال رہا کہ وہ از قبیل ”غیر ادلی الاربتہ“ ہے، یعنی اسکو عورتوں کی طرف میلان نہیں، مگر جب آپ کو اس کی باتوں سے یہ مفہوم ہوا کہ وہ عورتوں کے اوصاف و احوال کو پہچانتا ہے، اور از قبیل ”دلی الاربتہ“ ہے تو اسکو عورتوں کے پاس آنے جانے سے منع کر دیا۔  
 خصی اور محبوب (مقطوع الذکر) کے بارہ میں بھی تین مختلف رائیں ہیں،  
 (۱) بعض کہتے ہیں کہ خصی اور محبوب دونوں کے سامنے زینت باطنہ (یعنی وہ مواقع زینت جن پر پانچل ڈالے رہنے کا حکم ہے) ظاہر کرنا جائز ہے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۶) حرج ہو سکتی ہے اسلئے ہم کو لازم ہوا کہ اس آیت کے الفاظ پر غور کریں اور دیکھیں کہ یہ تمام صورتیں۔ فقدا شہوت فقر و مسکنت اور اقلال فقدان عقل وغیرہ غیر ادلی الاربتہ سے ہی نکلتی ہیں یہ نہیں، تمام بحث لفظ غیر ادلی الاربتہ پر اور اسی پر غور کرنا چاہیے لفظ غیر کے دو اعراب ہیں۔ (۱) مجرور بر بنا و صفت (۲) یا منصوب بر بنا کے حال۔  
 (۱) مجرور ہونے کی حالت میں ”تا بعین“ موصوف ہوا۔ ”غیر ادلی الاربتہ“ اسکی صفت لیکن یہ قید واقعی ہوگی کہ اگر کسی جس سے ”تا بعین ادلی الاربتہ“ کا صلہ نہ کرنا مقصود ہو، اسلئے کہ ”تا بعین“ کہتے ہی انکو جس ”جواربت فی النساء“ کی غرض سے ساتھ نہ لیتے ہوں، بلکہ دوسرے کار بار اور ضروریات کی انجام دہی کے لئے سابقہ ہو۔

(۲) اور منصوب علی الحال ہو نیکی صورت میں یعنی ہونے کے جنکی معیت و تبعیت اس حیثیت اور غرض سے ہو، کہ انکے دل نظر بازی اور لذت فی الت و اور شہوت رنی کے خیالات مملو ہوں، بلکہ ان جنابیوں کا ملاحظہ انجام مرام دینا کے لیے ہو، اسلئے کہ شریعت اسلامی معاشرت دنیاوی کو تنگ کرنے والی نہیں ہے، اور نہ آپس عورتوں کو دیا دی کاربائے کرنے کی ممانعت ہے، اور نہ حفظ ناموس کا کہیں یہ طریقہ بتلایا گیا ہے کہ عورتوں کو محسوس رکھ جائے، بلکہ صرف تہذیب نفوس اور انکھوں کی حیا کی تعلیم دی گئی ہے، اور اسی کو تزکیہ نفس کہا گیا ہے، جہاں خدا فرمایا کہ کذلک انزلناک لعلکم تہذب نفوس بعد جو حفاظت ناموس کرانی جائے وہ شرافت انسانی کی معیار نہیں کی جاسکتی۔ اسلئے کہ تا بعین حالت حکم خدا ہوگی، نہ خاندان کے حقوق کی نگہداشت اسکی علت ہوگی، اور نہ فی نفسہ اسکی اخلاقی جرات ہوگی، بلکہ نری بے بسی ہوگی، جسکی شریعت میں کچھ غوث نہیں، اسلئے کہ اس سے اسلام کی تہذیب نفوس پر کچھ حکومت نہیں معلوم ہوتی، بلکہ جس کی یہی مثال ہر عیسوی غیر قومیں مسلمانوں کی بہت سی ہے عزائینوں اور درشتیوں کو دیکھ کر الزام لگاتی ہیں کہ مذہب اسلام بزرگوار شمشیر پھیلا گیا ہے، اسلئے کہ اگر اس میں کوئی خوبی ہوتی، تو وہ خود بخود لوگوں کے دلوں کو مسح کر لیتا۔ مسلمانوں نے اسلام کو بہت بدنام کر لیا ہے، لہذا اب ان کو چاہیے کہ اس جسس سوال کو دور کر کے، اسلام کے چہرے سے خو خوری کا دھبہ دور کرنے کی کوشش کریں۔ ”ختمہ“



(۲) بعض کے نزدیک دونوں (خصی اور محبوب) پر ظاہر کرنا ناجائز ہے۔

(۳) بعض کا قول ہے کہ خصی کے سامنے ظاہر کرنا ناجائز ہے، مگر محبوب کے سامنے ظاہر کرنا جائز ہے۔

(۱۲) بارہویں صورت - قولہ تعالیٰ "والطفل الذین لم یطہروا علی عورات النساء" یعنی (عورتوں کو اپنی زینت یا طہنہ کے موقع ایسے) لڑکوں کے سامنے (کھولنا جائز نہیں) جو عورتوں کی شہرہ گاہ (کے افعال) سے (ابھی تک) آگاہ نہیں۔ اس صورت میں بھی ہند مسائل میں۔

پہلا مسئلہ آیت میں لڑکوں کی نسبت جو "لم یطہروا" استعمال کیا گیا، سو یہ "ظہور علی ہشے" دو قسم پر ہوتا ہے۔

(الف) "ظہور" کے معنی صرف کسی شے پر واقع ہونا ہیں، جیسے خدا کے اس (دوسرے) قول میں مراد ہیں۔ "انہم ان یظہروا علیکم یہ جمہور کہہ" یعنی "اگر وہ تمہیں جان لیتے، تو تم پر رحم کرتے" یہاں "یظہروا کم" بمعنی "یشعروا کم" ہے۔

نوٹ متعلق صفحہ (۲۹) بل خوب مرد عورت کو پسند کرتے ہیں، انکے ہاں خوبی شمار ہوتی، اس نکتہ نے نبت حیا ان کے لئے بڑا نیکو ہتھارہ میں بیان کیا ہے کہ جب وہ ادھر ادھر ہڑتی ہو تو سکے پیٹ میں شکں پڑ جاتے ہیں نبت غلام کی شان میں نہ مریں، غلام استعمال کر نیسے بہت نکتہ کی نسبت قیامی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ "انہم ان یظہروا علیکم" ایسے کہ اپنے جسم اور لکی مذاق سے بڑا، بچہ، درمرد و نامزد ہر ایک شخص واقع ہو کر تاجر۔ علی ہذا عورتوں کے حسن و جمال کی نسبت ہی اگر کسی قوم میں کوئی خاص مذاق قرار پا گیا ہو تو اسکو روزمرہ کی تحریر و تقریر میں استعمال کر نیسے اسی قوم کے کسی فرد کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسنے عورتوں کے ان خاص اوصاف کو تذکرہ شہوانی کی غرض سے استعمال کیا ہے۔ پس عورتوں کی نفس خوبی و حسن کے ذکر سے کسی نکتہ کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسکو عورتوں کی خواہش ہی ہے، بلکہ بہت نکتہ کو عورتوں میں آنے سے منع کرنے کی وجہ یہی کہ نہ پڑا شوب تھا، مردوں سے لڑائی جھگڑے درپیش تھے۔ دراصل مکاتیب میں تاکہ وہ عورتوں کے حسن و جمال کے تذکرے کرتا پھرتا تھا، جو ایک حد درجہ بدعتی تھی، اور جس سے بڑے فتنہ و فساد کا شہرہ اٹھتا تھا اسکی طبیعت کے جاہد کو مفر خیال کر کے جناب سالک تابین سکے ساتھ زیادہ غلام کرنے سے منع کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب انیسویں حجۃ اللہ، البانغیر میں یہی وجہ لکھی ہے۔ "واخر"

دب "انطور علی اشیء" کے (دوسرے) معنی ہیں کسی چیز پر غلبہ اور صولت حاصل کرنا  
جیسے خدا کے قول "فاصبحوا ظاہرین" میں "ظاہرین" بمعنی "غالبین" ہے۔ یعنی وہ غالب  
ہو گئے۔

پس بر بنائے وجہ اول "حدم ظہور" کے یہ معنی ہونگے کہ ایسے لڑکے جو عورتوں کی شر مگاہوں  
کے تصور سے خالی اندہن ہوں، اور بچپن کی وجہ سے یہ نہ جانتے ہوں کہ وہ ہیں کیا چیز۔ ابن قتیبہ  
کا یہی قول ہے۔

اور بنائے وجہ ثانی یہ معنی ہونگے کہ ایسے لڑکے جو بچہ صفت کی طاقت و قوت نہ رکھتے ہوں  
یہ فرا اور زجاج کا قول ہے۔

دوسرے مسئلہ۔ جو لڑکا اپنے منہ کی وجہ سے عورتوں کی شر مگاہ کی باتوں سے واقف نہ ہو  
تو عورتوں کو ایسے لڑکے سے ستر کے چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر لڑکا مراہق  
(قریباً ببلوغ) ہے، اور عورتوں کی باتوں کو جانتا ہے، تو عورت کو ناف اور گھٹنے کے درمیان  
کا حصہ بدن اُس سے چھپانا ضرور ہے۔ (مراہق سے) باقی حصہ بدن کے چھپانے میں د  
قول ہیں۔

(۱) عورت کو مراہق سے زانو اور ناف کے درمیان حصہ بدن کے علاوہ چھپانا غیر ضروری ہے  
سیلے کہ وہ غیر مکلف ہے۔

(۲) پورے مرد کی طرح مراہق سے چھپانا بھی ضروری ہے، ایسے کہ اُس کو شہوت ہوئی  
و عورت بھی اُس کو دیکھ کر مشتمات ہو سکتی ہے۔ اور یہی معنی ہیں "والطفل الذین لم یظہروا  
نسی عورات النساء" کے۔

لفظ "طفن" کا اطلاق محکم ہونے تک ہوتا ہے۔ اور بڑھے مرد میں اگر ابھی شہوت باقی ہے  
تو اُس کا حکم بھی جوانوں کے مثل ہے، اور اگر شہوت باقی نہیں رہی تو اُس میں بھی دو قول  
ہیں۔

(۱) ایسے بوڑھے مرد کے سامنے زینت باطنہ کا اظہار جائز ہے، اور (اس بوڑھے سے) مقام ستر صرف مابین زرا نودنا ہے۔

(۲) عورت کا تمام بدن علاوہ زینت ظاہرہ، یعنی منہ اور ہاتھ کے ایسے بوڑھے سے چھپانا چاہیے۔

خدا نے جن جن مردوں پر اظہار زینت باطنہ کو جائز فرمایا ہے، اُن میں سے یہ آخری صورت ہے۔

حسن بصری کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ تمام مستثنیٰ صورتیں جو اظہار زینت باطنہ میں مشترک ہیں مگر تاہم اُن میں تین مدارج ہیں۔

(۱) فادند، جسکو عورت کے ساتھ وہ امور بھی جائز ہیں، جو دوسروں کو اُس کے ساتھ جائز نہیں۔

(۲) بیٹا، باپ، بھائی، دادا، نانا، خسر، اور تمام محرم اور رضاعی رشتہ دار، جو منہ و نسی رشتہ داروں کے ہیں، ان سب کو عورت کے بال، صدر، ساقیں، باہیں اور ان کے ہم مثل دوسرے اعضاء کا دیکھنا جائز ہے۔

(۳) متوسلین مرد، جو عورتوں سے غرض نہیں کہتے، اور علیٰ ہذا عورتوں کے غلام۔ جو ان عورت کو، صرف قمیص اور باریک ڈپٹہ سے بدون بالائی چادر کے، ان مردوں کے سامنے آنے میں کچھ قباحہ نہیں، مگر ان مردوں کو یہ جائز نہیں کہ اُن کے بال و بشرہ کو بلا ضرورت گھورا کریں، بہر حال ان سب (زینت باطنہ کا) چھپانا افضل ہے۔

جو ان عورت کو، بڑی چادر اوڑھے بغیر اُس (جنسبی مرد کے سامنے آنا) جو ان مستثنیٰ صورتوں میں داخل نہ ہو، جائز نہیں۔

یہ ہیں وہ مختلف مدارج جو آیت میں مشترک ہسبان ہیں۔

قولہ تعالیٰ ”وَلَا يَضْرِبْنَ رُءُوسَهُنَّ يُعَلِّمْنَ مَا يَخْفَىٰ مِنْ زِينَتِهِنَّ“ یعنی ”عورتیں (چھپنے میں ایسے)



ایسے دہاکے سے اپنے پیر (زمین پر) نہ رکھیں کہ لوگوں کو اُن کی اندرونی زینت (یعنی زیور) کی خبر ہو۔

ابن عباس اور قتادہ کہتے ہیں کہ نساء (جاہلیت) مردوں کے سامنے ایسے زور زمین پر پیر مار کر چھتی تھیں کہ اُن کی پزیرہوں کی جھنکار سُنی جاتی تھی۔ اور ظاہری کہ بازوؤں کی جھنکار ایک مغلوبہ شہوت مرد کے حق میں یکساں ہے پکارنے والے کا کام اسے گی جو عورتوں کے اشارہ کے لیے بتاتا ہو۔ خدا نے زور سے زمین پر پیر نہ مارنے کی علت "لیعلم ما یخفی" بیان فرما کر اس بات پر متنبہ کیا ہے کہ عورتوں کے دھبہ کر چلنے سے اُنکے زیور وغیرہ کی زینت مردوں پر ظاہر نہ ہو کرے

قولہ تعالیٰ "وَقُلُوا لِلّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ اَعْلَمُ تَعْلُوْنَ" یعنی اے مسلمانو! تم سب خدا کی درگاہ میں اجابیت کی بن تہم رسموں سے جکی صلح اس آیت میں بیان کی گئی ہو، تو بہ کرو، تاکہ تم کو فلاح و بہبود نصیب ہو۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ ان باتوں سے تو بہ کرو، جبکہ تم زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے تاکہ دین و آخرت میں سعادت حاصل ہو۔ تفسیر کبیر جلد ششم مطبوعہ مصر۔ (صفحہ ۳۷۴ تا صفحہ ۳۸۱)

## ترجمہ

## اصل عربی

- |                                  |  |
|----------------------------------|--|
| (۱) فان قلت لم یسوغ مطلقاً       | (۱) اگر تم یہ سولی کرو کہ زینت ظاہری کے      |
| فی الزینۃ لظہرۃ ہ قلت لا یم      | اظهار میں کیوں آسانی رکھی گئی ہو؟ تو ہم اسکا |
| سترھا فیہ حرج۔ فان المرأة لا تحل | جواب دینگے کہ اُسکے چھپانے میں ہرج ہو        |
| من مزاولة الاشیاء بیدھا۔ ومن     | ایسے کہ عورت اپنے ہاتھوں سے پردہ             |
| الحاجة الی کشف وجہھا فی التہادۃ  | کے میں دین پر مجبور ہے اور شہادت د           |
| ولعاکمة والنکاح                  | حاکم اور نکاح کے وقت منہ کھولنے کی محتاج     |

و تقطع في المشي في الطرقات  
 و ظهور قد صيها - وخاصة لفقيه  
 منهم - وهذا معنى قوله تعالى  
 "الاما ظهر منها" يعني الا صاحب  
 العادة والجملة على ظهوره والاصل  
 فيه ان ظهور - (تفسير كشاف ص ٩)  
 (٢) وقيل الزينة زينتان: ظاهرة  
 وباطنة - فالظاهر لا يحب سترها  
 ولا يحرم النظر اليها، لقوله تعالى  
 "الاما ظهر منها" وفيها ثلاثة  
 اقوال: أحدها ان الظاهرة الثياب  
 والباطنة الخلق الان والفرطان  
 والسوارات عن ابن مسعود) وثانيها  
 ان الفهرة الكحل والخنزير والخنزير  
 والحضاب في الكف عن ابن عباس  
 والكحل والسوار والخنزير عن قتادة  
 وثالثها ان لوجه واللفاف عن عطاء  
 وعطاء والوجه والسنان عن الحسن  
 وفي تفسير علي بن ابراهيم الكف  
 "الاصابع" لتفسير مجمع البيان جند  
 ثاني، صفت مصبوتة طرقات

... اور اسے میں چھنے کے وقت پیر  
 کھولنے پر مجبور ہو، اور خصوصاً محتاج عورتیں  
 اور بی معنی "الاما ظهر منها" کے میں یعنی جس چیز  
 کے کھلے رہنے پر عادت اور جبلت جاری ہو  
 اور سکاف ہر ربنا جل فطرت ہو (اسکا مصداق  
 سوائے ہاتھ اور منہ کے اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی)  
 (٢) زینت دو قسم کی ہے ظاہری اور  
 باطنی، زینت ظاہری کا پہناؤ واجب نہیں،  
 اور نہ اس کی طرف دیکھنا حرام ہے اس میں  
 دو قول ہیں۔  
 اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ زینت ظاہری  
 لباس ہی، اور زینت باطنی پازیب، بلیں،  
 اور کنگن میں۔ دوم ابن عباس سے روایت  
 ہے کہ زینت ظاہری سرمہ، انگوٹھی، رخسارے  
 اور ہاتھوں کی مہندی ہے۔ اور قتادہ سے  
 روایت ہے کہ وہ سرمہ، کنگن اور انگوٹھی ہی۔  
 سوم قتاک اور عطاء سے روایت ہے کہ زینت  
 ظاہری منہ اور ہاتھ ہیں۔ اور حسن سے روایت  
 ہے کہ وہ منہ اور انگلیاں ہیں۔  
 و تفسیر علی بن ابریم میں ہی بات اور انگلیاں  
 مفہوم میں داخل کی گئی ہیں۔

(۴) ”الاما ظہر منها“ ان دیہ لرنیۃ

الظاہرۃ۔ واختلف اهل العلم فی

ہذہ الزنیۃ الظاہراتی استنہا

اللہ تعالیٰ۔ قال سعید بن جبیر

والضحاک والاوزاعی هو الوجد

والکفان۔ وقال ابن مسعود

الثیاب بدلیل قوله تعالیٰ ومخا

زفتکم عند کل مسجد۔ وارا دہ

الثیاب وقال الحسن الوجہ والثیاب۔

وقال ابن عباس الکحل والحالت والحضا

فی الکف۔ فان من لرنیۃ الظاہرۃ جان

لرجل الاجنبی المنصر بہا اذ لم یخف

قتلہ وشہوتہ۔ فان خاف سیئاً منها

غض البصر۔ واما رخص فی ہذ

القدران تبدل بہ المرءۃ من یحنا

لانہ لیس بجورۃ۔ (تفسیر معالم التنزیل

جلد ثالث صفحہ ۱۷۷ عن عبدی)

(۵) (ابیدین زنیۃن الاما ظہر مہا) ہو

الوجد الکفان فیکوزہ نظیر الجنیۃ ن

یخفف فتنہ (تفسیر جلالین)

(۶) ”الاما ظہر منها“ عند مرادہ الامور

(۷) ”الاما ظہر منها“ سے

زنیۃ ظاہری مراد لی ہے۔ علی بن ابی طالب نے اس زنیۃ

ظاہری کی تین میں، جسکو نہ اسے مستثنیٰ فرمایا

ہے، اختلاف کیا ہے۔ سعید بن جبیر،

ضحاک، اور اوزاعی کہتے ہیں کہ اس سے مراد

اور ہاتھ مراد ہیں۔ ابن مسعود بدلیل آیت

”خذوا زینتکم عند کل مسجد“ زنیۃ ظاہری

سے کپڑے مراد لیتے ہیں۔ حسن منہ اور ہاتھ

مراد لیتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ زنیۃ

ظاہری سے سر، انگوٹھی دریاہوں کی بہا

مراد ہے، جنسی مرد کو زنیۃ ظاہری کا دیکھنا

جائز ہے، بشرطیکہ شہوت وفتن کا خوف نہ ہو۔

اور اگر کسی بات کا اندیشہ ہو تو زیادہ سے

زیادہ انکسین بھی کرے۔ عورت کو اپنا بدن

کھولنے کی ایسے اجازت دی گئی۔ بت کہ منہ اور

ہاتھ داخل حجاب نہیں۔

(۸) ”الاما ظہر منها“ سے مراد ہاتھ مراد

ہیں۔ اگر اندیشہ فساد ہو تو جنسی مرد کو جنسی توت کا

مراد اور ہاتھ دیکھنا جائز ہے

(۹) ”الاما ظہر منها“ یعنی حسینوں کے

پیسے دینے کے وقت عادیہ جو کچھ کھلا رہتا ہو



لابد منها عادة. كاخاتمواكل والخض  
 ونحوه فان في سترها حجاباً بيناً وقيل  
 للراد بالزينة مواضعها على حذف  
 المضاف وما يعم المحي سن الخلقبة  
 والزينية والمستثنى هو الوجه والكفان  
 (الهايدت بعورة) تفسير ما لا يسعد  
 برحاشية تفسير كبير جلد ششم صفحہ ۳۵۹  
 (۶) فان كانت اجنبية حرة بجميع بدنها  
 عورة لا يجوز له ان ينظر الى شئ منها  
 الا وجه الكفين رانها محتاج الى ابراز  
 لوجه ببيع والشراء والى نظار الكف  
 مدخل والعج، قال لقال معنى قوله  
 "الا ما ظهر منها" "الا ما ينظره انسان  
 على عادة الجارية وذلك في النساء  
 كحرث الوجه الكفان (غرائب القرآن  
 مشهوره) تفسير نیشاپوری

(۷) قال ابن عباس وسعيد بن  
 جبیر وبراہم الثقفی وهو (اسے  
 "الا ما ظهر منها") الوجه والكفان  
 (تفسير زاهدی)

جیسے انگوٹھی، سرمہ، خضاب اور اسی  
 قبیل کی چیزیں، ایسے کہ اُنکے چھپانے پر  
 صبح تکلیف ہی۔ اور یہ بھی کہا گئے کہ بخلاف  
 مضاف مواقع زینت مراد ہیں۔ یا زینت ختنی  
 اور کتابی دونوں مراد لیا جائیں۔ و مستثنیٰ منہ  
 اور ہاتھ ہی، ایسے کہ یہ داخل حجاب نہیں۔

(۶) مراد جنہیں کاتہم بدن داخل ستر ہے  
 جنہیں مرد کو اس میں سے کچھ ہی دیکھنا جائز  
 نہیں، مگر منہ اور ہاتھوں کا دیکھنا جائز ہے۔  
 ایسے کہ عورت بے وشرعی کے وقت منہ  
 کھولنے کی محتاج ہے، اور لین دین کے  
 وقت ہاتھ کھولنے پر مجبور ہے (اسی تفسیر  
 میں دوسری جگہ) فقال کا قول منقول ہے  
 کہ "الا ما ظهر منها" جسے وہ حصہ بدن مراد ہے  
 جو عادت انسانی میں کھلا رہتا ہو، اور حرہ  
 و عورت کی عادت میں منہ اور ہاتھ کھلا رکھنا  
 داخل ہے۔

(۷) یعنی ابن عباس، سعید بن جبیر  
 وبراہم الثقفی کہتے ہیں کہ "الا ما ظهر منها" منہ  
 منہ اور ہاتھ مراد ہیں۔

عمر سعید بن جبیر سے، ایک بہت بڑے منہ سے منہ نکلتا ہے اور منہ سے پانی

تفسیر میں از سر تاپا یہ التزام رکھا ہے کہ قرآن کی تفسیر احادیث اور آثار و فقہاء صحابہ کی رائے کی جائے، جو کچھ اپنی تفسیر میں "الاماظر منہا" کے بحث میں لکھا ہے ہم اُس میں سے بھی یہاں نقل کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے ناظرین کو یہ معلوم ہوگا کہ "الاماظر منہا" سے سُنہ اور ہاتھ مراد لینا تفسیر بالرائے نہیں ہے، بلکہ احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ اور اُس تمام قوم نے، جس کی زبان میں قرآن نازل ہوا یہی معنی سمجھے ہیں، اور اُن کا تعامل بھی اسی پر رہا ہے، اور اب تک ہے۔

(۸) (الف) اخرج ابن المنذر عن انس في قوله تعالى "لا يبدین زینتھن الا ما ظہر منہا" قال الکحل والحاتم۔

(۸) (الف) ابن منذر نے انس سے بیان کیا ہے کہ "لا یبدین زینتھن الا ما ظہر منہا" سے مراد اور انگوٹھی مراد ہے۔

(ب) واخرج سعيد بن منصور وابن جرير وعبد بن حميد وابن المنذر والبيهقي عن ابن عباس "ولا يبدین زینتھن الا ما ظہر منہا" قال الکحل والحاتم والقرطبي والقلادعة۔

(ب) سعيد بن منصور، ابن جرير، عبد بن حميد، ابن المنذر اور البيهقي، انس سے بیان کرتے ہیں کہ "لا یبدین زینتھن الا ما ظہر منہا" سے مراد، انگوٹھی، اور بالیاں مراد ہیں۔

(ج) واخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد عن ابن عباس في قوله تعالى "الا ما ظہر منہا" قال هو الخضب الکف والخاتم۔

(ج) عبد الرزاق اور عبد بن حميد، ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ "الا ما ظہر منہا" سے ہاتھوں کی ہندی اور انگوٹھی مراد ہے۔

(د) واخرج ابن ابی شیبہ وعبد بن حميد عن ابی حاتم عن ابن عباس في قوله "الا ما ظہر منہا" قال وجهها وكفها و

(د) ابن ابی شیبہ، عبد بن حميد اور ابن ابی حاتم، ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ "الا ما ظہر منہا" سے عورت کا منہ اور ہاتھ اور



الخائف۔

اور انگوٹھی مراد ہے۔

(۵) واخرج ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید

(۵) ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، اور ابن

ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قوله "الاما  
ظہر منها" قال رقة الوجه وباطن الكف

رو واخرج ابن ابی شیبہ وعبد بن

حمید وابن المنذر والبيهقي في

سننه عن عائشة انها سئلت

عن الزينة الطاهرة فقالت

القلب الفتح وضمت طرف مكيا۔

(۶) واخرج ابن ابی شیبہ عن عمر

فی قوله "الاما ظہر منها" قال الوجه

ومغرة الخ۔

(ح) واخرج ابن جرير عن سعيد بن

جبیر فی قوله "الاما ظہر منها" قال

الوجه والكف۔

(ط) واخرج ابن جرير عن عطی فی قوله

الاما ظہر منها "وقال الكفان والوجه

(ی) واخرج عبد الرزاق وابن جرير عن

قادة "ولا يدين زنتهم الا ما ظہر

منها" قال المسكتان والحل والخائف قال

قادة وبلغني ان النبي صلعم قال لا يجل

ابی حاتم ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ

الاما ظہر منها سے منہ کی ٹکیہ اور ہتھیلی مراد ہے۔

(۶) ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر

اور بیہقی اپنے سنن میں حضرت عائشہ سے

بیان کرتے ہیں کہ ان سے زینت ظاہرہ کی

نسبت دریافت کیا گیا۔ انہوں نے جواباً یہ کہ

نگن اور انگوٹھی زینت ظاہرہ ہیں، اور ساتھ ہی

اپنی ہستینوں کے کنارہ کو بھی شامل کر دیا۔

(۷) ابن ابی شیبہ، عمر سے بیان کرتے

ہیں کہ "الاما ظہر منها" سے منہ اور گردن مراد ہے۔

(ح) ابن جریر، سعید ابن جبیر سے بیان کرتے

ہیں کہ "الاما ظہر منها" سے منہ اور ہاتھ مراد ہے۔

(ط) ابن جریر، عطی سے بیان کرتے ہیں

کہ "الاما ظہر منها" سے دونوں ہاتھ اور منہ مراد ہے۔

(ی) عبد الرزاق، اور ابن جریر، قنادہ سے

بیان کرتے ہیں کہ "لا یبدین زنتھن الا ما ظہر منها"

سے پازیبہ اور انگوٹھی مراد ہے۔ قنادہ کہتے

ہیں کہ مجھے آنحضرت کے اس ارشاد کی خبر پہنچی

ہو کہ جو عورت خدا اور روز آخرت پر ایمان



لاہراتہ توؤمن باللہ والیوم الآخر ان  
تخرج یدھا الاہمنا ونقیض نصف  
الذراع۔

(دک) وخرج عبد الرزاق وابن جریر  
عن المسور بن مخرمة فی قوله "الا  
ما ظہر منها" قال القلبین، یعنی السو  
والخاتم والحل۔

(دک) وخرج سنید وابن جریر عن  
ابن جریر قال قال ابن عباس فی  
قوله "ولا یبدین زینتھن الا ما ظہر  
منھا" قال الخاتم والمسکة۔ قال  
ابن جریر وقالت عائشة القلب و  
الفتحة قالت عائشة دخلت علی ابنہ  
احی لاہی عبد اللہ بن الطقیل منزبہ  
فدخلت علی النبی صلعم واغرضت فقال  
عائشة انھا ابنہ احی وجاریۃ فقال  
اذا عرکت المرأة لوجھ لھا ان تظہر  
الا وجھها والامادون هذا قبض  
علی ذراع نفسه۔ فترك بلیقضة  
وبین الکف مثل قبضة اخری۔

رکھتی ہے، اسکو اپنے ہاتھ کھولنے جائز نہیں، مگر  
ہیانتک اور اسکی تشریح اپنے اپنے نصف ذراع  
تک کی۔

(دک) عبد الرزاق اور ابن جریر، مسور بن مخرمہ  
سے بیان کرتے ہیں کہ "الا ما ظہر منها" کنگن،  
انگوٹھی اور سرمہ مراد ہے۔

(دک) سنید اور ابن جریر، ابن جریر سے  
بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے لایبدین زینتھن الا  
ما ظہر منها، کی تفسیر میں ابن عباس کا یہ قول  
بیان کیا ہے کہ اس سے انگوٹھی اور پاریز مراد ہے  
ابن جریر یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے کنگن  
اور انگوٹھی بیان کی ہے۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میرے برادر ادری  
عبد اللہ ابن طقیل کی بیٹی منزبہ میرے پاس آئی،  
اور پھر حضرت کے پاس گئی، تو آپ نے منہ پھیر لیا  
حضرت عائشہ نے کہا کہ یہ تو میری بیٹی ہے، اور ابی  
لڑا کی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جب عورت جوان ہو جائے  
تو اسکو اپنے منہ اور اس کے سوا کھولنا جائز نہیں،  
اس کے بعد آپ نے اپنی ہاتھ پکڑی، اور ہاتھ اور  
گزت کے درمیان ایک ٹٹھی کی جگہ چھوڑ دی (یعنی پونچھو  
اوپر تک ہاتھوں کا کھولنا بھی جائز فرمایا،

(م) واخرجه ابن داود وابن مردويه  
والبيهقي عن عائشة ان اسم بنت  
ابی بکر دخلت علی النبی صلعم وعلیها  
ثیاب قاق فاعرض عنها وقال "یا اسماء  
ان المرأة اذا بلغت المحيض لم یصلح الا  
ان یری منها الا هذا" - وأشار الی وجهه  
(ن) واخرجه ابو داود وبنی مرسل عن  
قادة ان النبی صلعم قال ان الجارية  
اذا حاض لم یصلح ان یری منها الا وجهها و  
یدها الی المفصل" (تفسیر المنثور للسيوطی  
جلد پنجم صفحہ ۳۱ و ۳۲، مطبوعہ مصر)

(م) ابو داؤد ابن مردویہ اور بیہقی حضرت عائشہ  
سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی بیٹی اسماء  
آنحضرت کے پاس باریک لباس پہنے ہوئے تھیں  
آپنے انکی طرف سے منہ پھیر لیا، کہ اے اسماء!  
جب عورت جوان ہو جائے تو سوار اسکے اسکے  
بدن میں سے کچھ دیکھنا جانا جائز نہیں" آپنے اس اشارہ  
کی تشریح اپنے منہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمائی۔  
(ن) ابو داؤد نے اپنے مرسل میں قاداتہ سے  
جناب سالت اب گایہ ارشاد نقل کیا ہے کہ لڑکی جب  
حائض ہو جائے تو اسکا منہ اور پونچھ تک ہاتھ نہ  
سوسائے اور کچھ دیکھنا جانا جائز نہیں۔

ان شواہد پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض نے زینت ظاہری سے مراد زینت مراد سے ہیں  
اور بعض نے زینت اکسابی مراد لی ہے جیسے سرمہ، مہندی، انگوٹھی اور لباس وغیرہ، مگر بادی تامل معلوم ہو سکتا  
ہے کہ شہیاد زینت داخل حجاب نہیں ہو سکتیں، اسلئے کہ اگر وہ داخل حجاب ہوتیں تو انکا بدن سے علیحدہ  
دیکھنا ہی ناجائز ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

شہیاد زینت کا خارج از حجاب ہونا، اسکے صاف یہ معنی ہیں کہ انکے استعمال کی جگہ داخل حجاب نہیں،  
گو بادی النظر میں نفس زینت اور موضع زینت دو چیزیں نظر آتی ہیں، مگر حجاب کا حکم انکے محل استعمال  
ہی سے متعلق ہے، اور انگوٹھی یا سرمہ کا محل غیر زینتوں کا دیکھنا، بدون چہرہ اور ہاتھ دیکھنے کے محال ہے۔ اگرچہ  
ان چیزوں کی خیالی تصویر کا ذہنوں میں آنا ممکن ہو، اور شعاع اندھا بکدستی سے معشوق کے خیالی اسپچو پر  
سجادی گئی ہوں۔ اور بار لوگ اس سے فرے لے رہے ہوں۔

راقم خدمت حیدر آباد دکن۔